خوش فہمیاں ...... پیشنگوئیاں ...... آرزوئیں

مؤلف

ناشر

# ظہور مہدی
# اور
# ہمارے اندازے

خوش فہمیاں ...... پیشگوئیاں ...... آرزوئیں


مؤلف

جناب حضرت نثار احمد خان فتحی صاحب مدظلہ العالی



ناشر

مکتبۃ الشیخ

۳/۴۴۵، بہادر آباد، کراچی نمبر ۵۔

فون: 021-34935493

نام کتاب : ظہور مہدی اور ہمارے اندازے

تالیف : جناب حضرت نثار احمد خان فتحی صاحب مدظلہ العالی

ناشر : مکتبۃ الشیخ ۳/۴۴۵، بہادر آباد، کراچی نمبر ۵۔

اسٹاکسٹ

**مکتبہ خلیلیہ**
دکان نمبر-19، سلام کتب مارکیٹ، بنوری ٹاؤن، کراچی
0302-5302479, 0321-2098691

**مکتبہ زکریا**
دکان نمبر ۵ قرآن محل، اردو بازار کراچی۔
0315-2213905, 0321-2277910

قدیمی کتب خانہ، کراچی
مکتبہ انعامیہ، اُردو بازار، کراچی
دارالاشاعت، اُردو بازار، کراچی
مکتبہ ندوہ، اُردو بازار، کراچی
نور محمد کتب خانہ، آرام باغ، کراچی
مکتبہ عمر فاروق، شاہ فیصل کالونی، کراچی
زم زم پبلشرز، اُردو بازار، کراچی
مکتبہ قاسمیہ، لاہور
مکتبۃ العارفی، فیصل آباد

حافظ کتب خانہ، پشاور
مکتبہ رحمانیہ، لاہور
المیزان، لاہور
مکتبہ حرمین، لاہور
مکتبہ عثمانیہ، راولپنڈی
مکتبہ حقانیہ، ملتان
ادارہ تالیفات، ملتان
مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ
مکتبہ امدادیہ، ملتان



# فہرست مضامین

## دوسرا باب



☆☆☆☆☆

# غور فرمائیں!

ظہور مہدی کا مسئلہ موجودہ زمانے ہی میں نہیں قدیم زمانوں ہی سے بحث وتمحیص کا موضوع رہا ہے اور ہر زمانے میں اس مسئلے پر افراط وتفریط اور مختلف قیاس آرائیاں اور خود ساختہ پیشنگوئیاں کی گئی ہیں، لیکن آج تک کوئی قیاس اور کوئی پیشنگوئی سچی ثابت نہیں ہوئی۔ اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے، مختلف ممالک سے عجیب عجیب قسم کے دعوے روز بروز بلند ہوکر اخبار کی زینت بنتے ہیں چنانچہ کہیں سے مسیح موعود ہونے کا دعوی ہوتا ہے۔ کہیں سے مہدی موعود ظاہر ہوجاتے ہیں، کہیں سے یہ شور بلند ہوتا ہے کہ امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ظہور کا وقت انتہائی قریب ہے، پس ایک دو سالوں میں ایسا ہونے والا ہے۔ کہیں سے یہ آواز آتی ہے کہ امام مہدی خرسان کے پہاڑوں سے اتر کر سعودی عرب کی طرف روانہ ہوگئے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ حارث اور منصور مہدی کے دست راست افغانستان میں موجود ہیں، کوئی عراق کے صدام حسین کو ''سفیانی'' بنانے پر تلا ہوا ہے۔

کوئی دعوی کررہا ہے کہ بس ابھی ہندوستان فتح ہونے والا ہے اور اس کے وزیر اعظم اس وقت کے واجپائی کو زنجیروں میں جکڑ کر لایا جائے گا۔

خروج مہدی ودجال کے متعلق جتنی احادیث ملتی ہیں ان میں ان کے خروج کی علامات اور نشانیاں تو ضرور بتلائی گئی ہیں مگر وقت کا تعین کہیں نہیں ملتا۔ ان نشانیوں اور علامات کو کسی خاص ماحول پر منطبق کرکے کوئی صاحب خواہ ان کی نیت کتنی ہی اچھی ہو وہ



سارے کردار تراش لیں جو حدیثوں میں بیان کیے گئے ہیں اور اپنی طرف سے وہ نتائج بھی فتح وغیرہ کے نکال کر مشتہر کردیں پھر حالات اور واقعات ان سب کو غلط ثابت کردیں تو پڑھنے والوں پر اس کے کیا اثرات مرتب ہوں گے، احادیث پر ان کا یقین گھٹے گا یا بڑھے گا منکرین مہدی اور دوسرے غیر مسلم مذاق اڑائیں گے یا اس کی داد دیں گے۔

مفتی ابولبابہ دیباچہ ''حال سے مستقبل تک'' میں لکھتے ہیں:

'' کچھ لوگ اس موضوع کو چھیڑتے ہیں تو اس کے ہر پہلو کی تاویل، تشریح، توضیح اور تفسیر کو اپنے اوپر لازم سمجھ لیتے ہیں وہ اس بات کو نہیں دیکھتے کہ ''ابھموا ما أبھمہ اللّٰہ'' کے قانون کے تحت اس کی جتنی بھی تشریح کی جائے اس میں کسی درجہ میں بھی ابہام ضرور رہے گا۔ حتی کہ مولانا بدر عالم میرٹھی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی تحقیق کے مطابق تو خود حضرت مہدی کو خود بھی ایک عرصے تک معلوم نہ ہوگا کہ وہی مہدی آخر الزمان ہیں۔ تو جب کسی نہ کسی درجہ میں ابہام رہے گا تو ہر چیز کی لازمی (متعین) وضاحت کس طرح ہوسکتی ہے اور ہوگی تو درست نہیں ہوسکتی اس طرح کے حضرات کی بے احتیاطیوں اور جلد بازیوں نے جہاں ایک طرف محتاط طبع اہل علم کو اس موضوع سے فاصلہ رکھنے اور زبان وقلم پر لانے سے احتیاط برتنے پر مجبور کیا تو دوسری طرف عوام میں اس کا یہ اثر ہوا کہ (خروج مہدی) کے معاملہ میں ان میں مایوسی، بددلی اور بداعتمادی پیدا ہوگئی اور اب وہ حق کو بھی (یعنی احادیث کو) شک کی نظر سے دیکھتے ہیں۔''

مفتی ابولبابہ صاحب نے کچھ پرجوش اور نیک نیت لوگوں کی جلد بازیوں اور بے احتیاطیوں کی طرف اجمالی طور پر اشارہ کیا ہے، میں چاہتا ہوں کہ کچھ اس اجمال کی تفصیل بھی ہوجائے تاکہ آئندہ لکھنے والے دوستوں کو اس سے کچھ مدد ملے اور ان کا قلم حدیث

شریف کے فرمودہ ماحول اور کرداروں کے بارے میں احتیاط سے چلے اور کوئی ایسی خود ساختہ [illegible] اور تشریح نہ کی جائے جس کے پورا نہ ہونے پر عوام میں حدیث شریف کی طرف سے بدگمانی پیدا ہو اور منکرین حدیث کو ہنسنے کا موقع ملے۔

## وہ کتابیں جن میں امام مہدی کا تذکرہ آیا ہے

| نمبر شمار | نام کتاب | تعداد احادیث |
|---|---|---|
| ۱ | المصنف لعبدالرزاق | اس میں گیارہ احادیث ہیں۔ |
| ۲ | الجامع للترمذي | اس میں تین احادیث ہیں۔ |
| ۳ | كتاب الفتن | اس میں کثرت سے احادیث ملتی ہیں۔ |
| ۴ | المصنف أبي شيبة | اس میں سولہ روایات ہیں۔ |
| ۵ | سنن ابن ماجة | اس میں سات احادیث ہیں۔ |
| ۶ | سنن أبي داؤد | اس میں تیرہ احادیث ہیں۔ |
| ۷ | بخاري ومسلم | اس میں امام مہدی کا نام لیے بغیر کچھ احادیث ہیں۔ |

اس کے علاوہ مختلف علما نے اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے، جن کی صحیح تعداد معلوم نہیں، البتہ ۲۸ کتابوں کا حوالہ ''اسلام میں امام مہدی کا تصور'' نامی کتاب میں دیا گیا ہے، یہ سب عربی زبان میں ہیں۔ اردو زبان میں بھی کافی کتابیں دستیاب ہیں، راقم الحروف نے جن کتابوں کا مطالعہ کیا ان کے نام یہ ہیں:



| نمبر شمار | نام کتاب | نام مصنف |
|---|---|---|
| ۱ | ائمہ تلبیس (اس کی تلخیص ''۲۲ جھوٹے نبی'' کے نام سے راقم الحروف نے کی ہے) | مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری |
| ۲ | رئیس قادیان | مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری |
| ۳ | اسلام میں امام مہدی کا تصور | حافظ محمد ظفر اقبال صاحب |
| ۴ | دجال ۱۔۲ | مفتی ابولبابہ صاحب |
| ۵ | امام مہدی کے دوست ودشمن | مولانا عاصم عمر صاحب |
| ۶ | تفسیر دور حاضر | ڈاکٹر عاصم عمر مجید صاحب |
| ۷ | ہرمجدون | محمد جمال الدین جامعہ ازہر |
| ۸ | امت مسلمہ کی عمر | محمد جمال الدین |
| ۹ | برمودا تکون اور دجال | مولانا عاصم عمر مجید |
| ۱۰ | تیسری جنگ عظیم اور دجال | مولانا عاصم عمر مجید |

حق تعالیٰ ان کتابوں کے لکھنے والوں کو جزائے خیر عطا فرمائے اور امت محمدیہ کو ان سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ تاہم ان میں دو کتابیں ایسی ہیں جن میں مصنف کے ہاتھ سے احتیاط کا دامن چھوٹ گیا ہے اور ان کے قلم نے حدیث شریف کے فرمودہ ماحول اور کردار کی تشریح اور تعین اپنے خود ساختہ اندازوں کی بنیاد پر کی ہے، جس کو بعد کے حالات نے بالکل غلط ثابت کر دیا۔ تفصیل اس کی یہ ہے:

## کتاب: ''ہرمجدون'' (HRMAJEDDON)

تالیف: محمد جمال الدین

اُردو ترجمہ: خورشد عالم

کتاب کے صفحہ ۲۱ پر مصنف ایک مخطوطہ کا ذکر کرتے ہوئے جو تیسری صدی کے ایک مدینہ شریف کے عالم کے ہاتھ کا لکھا ہوا ترکی کے کتب خانے میں موجود ہے لکھتے ہیں:

''اس سابقہ ماخذ کے ایک اور مخطوطہ میں ایک پیراگراف کی عبارت یوں ہے: ''شام کے عراقی حصہ میں ایک جابر آدمی ہے اور وہ سفیانی ہے اس کی ایک آنکھ قدرے ست ہے اس کا نام صدام ہے جو بھی اس کی مخالفت کرتا ہے وہ اس سے ٹکرا جاتا ہے ،ساری دنیا اس کے لیے ایک چھوٹے سے ملک کویت میں جمع ہوگئی ، وہ کویت میں ایک فریب خوردہ انسان کی حیثیت سے داخل ہوا۔ سفیانی کی بھلائی اسلام کے ساتھ وابستہ ہے وہ خیر بھی ہے اور شر بھی۔ تباہی ہو اس کے لیے جس نے مہدی امین سے خیانت کی۔''

اس عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے مصنف اپنی رائے اس طرح ظاہر کرتے ہیں:

''اس عبارت میں عراق کے جابر حاکم کا ٹھیک ٹھیک نام بھی موجود ہے اور اوصاف بھی اور وہ سفیانی ہے۔ صدام سفیانی نمبر ایک ہے، مسخ شدہ سفیانی نمبر دو اس کا بیٹا ہے جو اپنے باپ کی شہ پر کام کرتا ہے۔ صدام خیر بھی ہے اور شر بھی جب مہدی کا ظہور ہوگا خیر کا پہلو جاتا رہے گا اور وہ سراپا شر بن جائیگا۔ مہدی سے جنگ کرے گا اور مہدی اس کے قتل کا حکم دے کر لوگوں کو اس کے شر سے نجات دلائے گا۔''



## یہ مفروضہ غلط ثابت ہوا

قارئین حضرات بھی لاعلم نہیں کہ فاضل مصنف نے مخطوطہ کی عبارت سے جو اندازہ لگایا تھا وقت نے اس کو غلط ثابت کردیا یہ تو ہمارے زمانے کی بات ہے، سب نے دیکھا کہ مہدی نہ تو صدام کے زمانے میں پیدا ہوئے اور نہ انہوں نے اس کو قتل کیا بلکہ صدام امریکی فوج کے ہاتھوں پکڑے گئے ان پر مقدمہ چلا اور ان کو پھانسی پر چڑھایا گیا۔ رہا ان کا بیٹا جسے مصنف نے سفیانی نمبر دو کا خطاب دیا ہے وہ تو اپنے باپ صدام کی موت سے بہت پہلے امریکی فائرنگ سے ہلاک ہو چکا تھا۔

صفحہ نمبر ۲۹ پر مصنف طالبان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''۱۹۹۶ء کے لگ بھگ طالبان کا ظہور ہوا، آثار اس میں یہ بتاتے ہیں کہ ان کے ظہور کا آغاز اور مہدی کے ظہور کے درمیان ۷۲ مہینوں یعنی ۶ برس کا فرق ہے۔''

## یہ اندازہ بھی غلط ثابت ہوا

۱۹۹۶ء میں چھ برس کا اضافہ ہو تو ۲۰۰۲ء میں یہ مدت پوری ہوتی ہے، آج ۲۰۱۱ ہے یعنی مدت پوری ہونے کے بعد بھی ۸ سال مزید گذر گئے اور مہدی کا ظہور نہیں ہوا۔ اس اندازے کی بنیاد انہوں نے ایک روایت پر رکھی ہے جو نعیم بن حماد نے محمد بن الحنفیہ کی سند سے کی ہے ان کا قول ہے:

''بنو عباس کا سیاہ جھنڈا نکلے گا پھر خراسان سے دوسرا سیاہ جھنڈا نکلے گا ان کی سیاہ

ٹوپیاں ہوں گی اور لباس سفید اس کے خروج اور حکومت مہدی کو سپرد کیے جانے کے درمیان ۲۷ مہینے ہوں گے۔"

اب اگر ہم طالبان کے سیاہ جھنڈوں کو روایت میں بیان کیے ہوئے جھنڈے تسلیم کرتے ہیں تو چھ سال کے بجائے آج ۱۴ سال گذر گئے اور مہدی کا ظہور نہیں ہوا تو اس طرح تو یہ روایت بھی جھوٹی ثابت ہوتی ہے۔

صفحہ ۳۳ پر لکھتے ہیں:

"نعیم بن حماد نے روایت کی ہے کہ کعب نے کہا کہ ظہور مہدی کی علامت مغرب سے آنے والے جھنڈے ہیں جس کی قیادت کندہ (کینڈا) کا ایک لنگڑا آدمی کرے گا۔"

اس روایت کا مصداق جنرل رچرڈ مائر کو ٹھہرا کر لکھتے ہیں:

"حی وقیوم کی قسم! یہی ظہور مہدی کی علامت ہے۔"

ایک مبہم اور ظنی علامت پر کسی کردار کا تعین کرنا اور اس پر "حی وقیوم" کی قسم کھانا دینی اعتبار سے کیسا ہے صاحبان علم اس سے بخوبی واقف ہیں۔

صفحہ ۳۵ پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث بیان کی ہے، جس میں جرمن کے ہٹلر، مصر کے جمال عبدالناصر، انور سادات اور عراق کے صدام حسین کے تذکرے اور کارنامے بیان کیے گئے ہیں، یہ حدیث ابوہریرہ کی ان احادیث میں سے ہے جس کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ میں اللہ کے رسول سے دو قسم کی حدیثیں لیں، ایک قسم تو بیان کرتا ہوں، دوسری قسم اگر بیان کروں تو لوگ میرا گلا کاٹ دیں اور یہ حدیث دوسری قسم سے ہے۔



قارئین حضرات! اہل علم جانتے ہیں کہ احادیث کی صحت وسقم کے بارے میں محدثین حضرات نے کیسی کیسی محنتیں کی ہیں، راوی ثقہ تھا یا نہیں، روایت درایت پر پوری اترتی ہے یا نہیں، جرح، تعدیل اسماء الرجال اور نہ معلوم کتنے ذرائع استعمال کر کے احادیث کا موجودہ ذخیرہ ہمیں دستیاب ہوا ہے اس میں بھی کچھ احادیث مضطر، غریب اور ضعیف جیسی روایتیں ملتی ہیں تو پھر ان احادیث کی کیا ضمانت ہے؟ جو فرد واحد سے روایت ہو اور کیا پیمانہ اور معیار ہے جس سے یہ معلوم کیا جائے کہ واقعی یہ قول اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے پھر واقعات اگر اس کے کسی ایک جز کو بھی غلط ثابت کردیں تو پھر ایسی حدیث کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے؟ اسی ابوہریرہ کی روایت میں ہے جو کتاب کے صفحہ ۳۶ پر لکھی ہوئی ہے:

"۱۴۰۰ھ کی دہائیوں (دو یا تین دہائیوں) میں مہدی امین کا خروج ہوگا۔"

آج ۱۴۳۲ھ ہے اور مہدی علیہ السلام کا کہیں پتہ نہیں۔

کتاب کے صفحہ ۴۳ پر عراق کے صدام حسین کے متعلق لکھتے ہیں:

"عراق کا موجودہ حکمران صدام حسین ہی وہ شخص ہے جن کا لقب حدیث شریف میں سفیانی بیان ہوا ہے۔"

مصنف نے تین چار صفحات پر اپنے دلائل اور قرائن سے ثابت کیا ہے کہ صدام حسین ہی وہ سفیانی ہے جس کا ذکر روایات میں آیا ہے۔

# سفیانی کے متعلق اہم معلومات

قارئین حضرات سفیانی کے متعلق مختلف روایات موجود ہیں چنانچہ مولانا سید بدر عالم میرٹھی نے ترجمان السنۃ میں امام قرطبی کے حوالے سے سفیانی کا نام ”عروہ“ ذکر کیا ہے۔

شیخ نعیم حماد نے کتاب الفتن میں سفیانی کا نام عبداللہ بن یزید لکھا ہے۔ امام قرطبی نے اپنی کتاب تذکرہ کے صفحہ ۶۹۴ پر سفیانی کا نام عتبہ بن ہند نقل کیا ہے۔

سفیانی کے زمانہ میں حضرت مہدی ظاہر ہوں گے۔ سفیانی ان کے خلاف ایک لشکر بھیجے گا جس کو اللہ تعالیٰ زمین میں دھنسا دیں گے۔

مفتی ابولبابہ اپنی کتاب دجال میں سفیانی کے متعلق رقم طراز ہیں:

”حضرت مہدی کے زمانے میں نام نہاد مسلمانوں کا ایک طبقہ ایسا بھی ہوگا جو حضرت کا ساتھ چھوڑنے والوں سے بھی زیادہ بدبخت ہوگا وہ اسلام کے دعویدار ہونے کے باوجود حضرت مہدی کے مخالفین میں ہوگا اران کا سربراہ ”عبداللہ سفیانی“ ہوگا، حضرت مہدی آخر میں اس کو ایک چٹان پر بکری کی طرح ذبح کردیں گے یہ سفیانی کا بہت ہی مختصر تذکرہ ہے جو ہم نے اس لیے کیا کہ قارئین خود فیصلہ کریں کہ مصنف نے عراق کے صدام حسین کو سفیانی بنانے کی جو کوشش کی ہے وہ کس بری طرح ناکام ہوئی، اس لیے کہ ہم سب جانتے ہیں کہ:

(۱) صدام حسین کے زمانے میں حضرت مہدی ظاہر ہی نہیں ہوئے۔

(۲) صدام حسین نے کوئی لشکر حضرت مہدی کے خلاف نہیں بھیجا۔



(۳) صدام حسین کو حضرت مہدی نے کسی چٹان پر ذبح نہیں کیا بلکہ وہ ایک امریکی فوج کے ہاتھوں پکڑے گئے۔ ان پر مقدمہ چلا اور پھانسی کی سزا ہوئی۔

صفحہ ۵۲ پر مصنف لکھتے ہیں:

مروی آثار دو سفیانیوں کو ثابت کرتے ہیں دوسرا سفیانی پہلے سفیانی کا بیٹا ہے، اور اپنے باپ کے نقش قدم پر کام کرتا ہے یعنی حکم چلاتا ہے باپ کی وفات کے بعد لوگوں کے ساتھ اس کا رویہ باپ جیسا بلکہ اس سے بھی بدتر ہوگا۔“

یہ بھی غلط ثابت ہوا۔ صدام کے دونوں بیٹے اس کی موت سے بہت پہلے مارے جاچکے تھے۔

کتاب کے صفحہ ۶۶ میں لکھتے ہیں:

”مہدی کا ظہور آج سے (یعنی ۲۰۰۵) دو برس زیادہ سے زیادہ تین برس بعد ہوگا اور اسی قول کو ہم ترجیح دیتے ہیں۔“

واقعات اس کو بھی غلط ثابت کر رہے ہیں۔

کتاب کے صفحہ ۶۹ پر مصنف نے ایک پیشگوئی کی ہے وہ لکھتے ہیں:

”مہدی کا ظہور سعودی عرب کے بادشاہ کی وفات کے بعد ہوگا ہوسکتا ہے وہ بادشاہ ملک فہد ہو، بادشاہ کے بارے میں اختلاف اور قتال ہوگا تو مہدی علیہ السلام ظاہر ہوں گے۔“

وقت نے اس کو بھی غلط ثابت کر دیا۔ شاہ فہد کی وفات کے بعد شاہ عبداللہ جانشین ہوئے۔ نہ کوئی اختلاف ہوا نہ قتال اور نہ خروج مہدی ہوا۔

آج سے تقریباً تیس برس پہلے ایک شخص محمد بن عبداللہ قحطانی نے حرم میں گھس کر قبضہ کرلیا تھا اور وہ مہدی موعود ہونے کا دعویدار تھا وہ بعد میں قتل کردیا گیا۔ مصنف کہتے ہیں کہ اس کا ذکر بھی حدیث رسول میں موجود ہے اور اس میں اس کا ذکر بھی ہے کہ اس حادثے کا حقیقی مہدی کے ظہور کے ساتھ گہرا تعلق ہے، وہ حدیث یہ ہے ''ایک پناہ لینے والا مکہ شریف میں پناہ لے گا پھر اسے قتل کردیا جائے گا پھر لوگ کچھ عرصہ انتظار کریں گے، پھر ایک دوسرا پناہ لینے والا مکہ میں پناہ لے گا اگر تم اس کا زمانہ پاؤ تو اس سے مت لڑنا اس کا مخالف لشکر زمین میں دھنس جائے گا۔''

اس کی تشریح کرتے ہوئے مصنف لکھتے ہیں:

پہلے پناہ طلب کرنے والے عبداللہ قحطانی کے قتل اور دوسرے معصوم پناہ طلب کرنے والے مہدی کے ظہور کے درمیان کتنا عرصہ ہوگا؟ اب تک ۲۲ ہجری یعنی ۲۱ عیسوی سال سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے اور حی وقیوم کی قسم میں مذکورہ عرصہ کو ان سالوں (یعنی ۲۱ سال) سے زیادہ نہیں تصور کرتا۔

قارئین حضرات مصنف نے جب یہ کتاب لکھی تھی قحطانی کو قتل ہوئے ۲۱ سال گذر چکے تھے، مصنف حی وقیوم کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ظہور مہدی میں اس سے زیادہ وقت نہیں لگے گا۔ آج ۲۰۱۱ء یعنی مزید دس برس اوپر گذر چکے ہیں اور مہدی کے ظہور کی بڑی علامتوں میں سے ایک علامت بھی ظاہر نہیں ہوئی۔ افسوس حی وقیوم کی قسم کھانے کے بجائے اگر اتنا ہی کہہ دیتے کہ میرا اندازہ ہے کہ ایسا ہوگا یہ تو ان کے حق میں زیادہ بہتر ہوتا۔



## روس، چین اور ہندوستان پر حملہ

کتاب کے صفحہ ۹۳ پر مصنف لکھتے ہیں:

''معلوم ہوتا ہے کہ اس فوجی دستے میں مہدی شرکت نہیں کریں گے، کیونکہ جب وہ اس مہم سے فراغت کے بعد لوٹیں گے تو معلوم ہوگا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم آسمان سے نازل ہو چکے ہیں۔ مہدی اس فوج کو ملحمہ کبریٰ کے بعد بھیجے گا ان کو وہاں فتح حاصل کرنے میں کافی وقت لگ جائے گا۔ جب یہ فوج واپس آئیگی تو اپنے ساتھ واچپائی (ہندوستان کے دس سال پہلے کے وزیر اعظم) اور اس جیسے دوسرے لیڈروں کو زنجیروں میں باندھ کر لائیگی۔'' قارئین حضرات اس تحریر سے ظاہر ہوا کہ مہدی علیہ السلام واچپائی وزیر اعظم ہندوستان کے زمانے میں ظاہر ہو چکے تھے اور ان کی فوج نے ہندوستان فتح کرلیا تھا اور واچپائی وزیر اعظم اور اس جیسے دوسرے لیڈروں کو گرفتار کر کے لایا جا چکا ہے۔''

سمجھ میں نہیں آتا کہ مصنف یا مترجم کو ان کی اس خوش فہمی کی داد دیں یا ان کی جلد بازی اور بے احتیاطی پر ماتم کریں۔ ہندوستان کے مسلمانوں اور ہندو معاشرے نے جب یہ بات پڑھی ہوگی تو دونوں کے مابین قرآن وحدیث کے بارے میں کیا مکالمہ ہوا ہوگا۔ ذرا تصور فرمائیں۔

قارئین حضرات! یہ ساری بے احتیاطیاں اور بے اعتدالیاں حضرات اکابر کے طریق اعتدال اور مسلک جمہور اہل سنت والجماعت سے انحراف کے نتیجے میں پیدا ہوئی ہیں قطع نظر اس سے کہ ان احادیث کا وجہ کیا ہے ان میں جو ابہام ہے اس کو تعین کرنا ایک بہت بڑی

جسارت ہے کم از کم ایسا کرنے سے اتنا تو سوچ لینا چاہیے کہ اگر واقعات نے میرے اس تعین کو غلط ثابت کر دیا تو عوام کا ردعمل ان احادیث کے بارے میں کیا ہوگا اور منکرین حدیث اپنے موقف کو حق ثابت کر کے اس کو ڈھال بنائیں گے اور ثبوت میں پیش کریں گے۔

اب ایک دوسری کتاب کی طرف آتے ہیں جس کی کچھ تحریر قابل تحسین اور کچھ محل نظر ہیں۔

## کتاب کا نام: ”تفسیر دور حاضر“

مصنف کا نام: ڈاکٹر عاصم عمر مجید

تاریخ تصنیف: مارچ ۲۰۰۳ء

گویا یہ کتاب آج سے آٹھ برس پہلے لکھی گئی تھی یہ کتاب نقشبندیہ مجددیہ سلسلے کے ایک بزرگ کے افکار و تعلیمات پر مبنی ہے چنانچہ مصنف دیباچہ میں لکھتے ہیں:

زیر نظر کتاب موجودہ دور کے بارے میں ان بزرگ کے افکار و تعلیمات پر مبنی ہے اور میں ان کا تہہ دل سے احسان مند ہوں جس کی ذاتی توجہ اور نوازش و عنایت نے مجھے اس قابل کیا کہ عوام الناس کو دور حاضر سے متعلق آپ کے افکار سے روشناس کرا سکوں۔ یقیناً آنے والے وقت سے واقفیت لازمی ہے تاکہ ہم خوب سے خوب تر کی تیاری کر سکیں ان حالات کے لیے جو بڑی تیزی سے وقوع پذیر ہونے والے ہیں۔“

اس کتاب میں اُمت مسلمہ کو مستند حدیثوں کے حوالے سے یورپ خاص طور پر امریکہ کے گندے، بے دین اور ابلیسی معاشرے اور طور طریق کی برائیوں اور برے نتائج



سے آگاہ کیا گیا ہے۔ صفحہ ۳۱ پر لکھتے ہیں:

”ساری نوع انسانی کو آزادی اظہار خیال کے بھیس میں عیاش اور اوباش قدروں کی ایک نئی ترتیب قبول کرنے پر مجبور کر دیا گیا ہے۔ جس نے ان شائستہ اصولوں کو بے قدر اور کھوٹا کر کے رکھ دیا جن پر انسانیت کی بنیاد ازل سے استوار تھی۔ اس شیطانی زہر آلود سیال کا اثر اتنا شدید اور مغلوب کن ہے کہ ہم میں سے اکثر اسے واجب عزت و وقار قرار دیتے ہیں۔ خرافات اور نجاست کا جو کیچڑ بدی اور شر کے یہ جاگیر دار اچھالتے ہیں اسے آزادی انسانیت کے نام پر قبول کر لیا جاتا ہے ہم اس دور میں رہ رہے ہیں جب گناہ پر اور برائی پر اس میں کوئی رنج و افسوس نہیں ہوتا اور ہم اس موسلا دھار برستی گندگی اور ذلت کو من و سلویٰ سمجھ کر سینے سے لگاتے ہیں۔“

اس طرح کی پرسوز اور کارآمد نصیحتیں کتاب میں جابجا ملتی ہیں جو مصنف کے جذبہ ایمان امت مسلمہ کی بھلائی اور دینی غیرت و حمیت کی عکاسی کرتی ہیں۔

خروج دجال و مہدی کے سلسلے میں جو احادیث ملتی ہیں ان میں کچھ ایسی بھی ہیں جو انسانی فہم و ادراک سے بالاتر ہیں ان کو سن کر ایک عام آدمی شکوک و شبہات کا اظہار کرتا ہے۔ مثلاً:

۱ دجال ایسے گدھے پر سفر کرے گا جس کے دونوں کانوں کے درمیان چالیس ہاتھ کا فاصلہ ہوگا۔ جب وہ چلے گا تو اس کی دم سے دھواں خارج ہوگا اور اس کے پاؤں اس کے پیٹ میں سمٹ جائیں گے، دجال اپنی سواری سے بادلوں کو چھو سکے گا۔ سمندر کو عبور کر سکے گا، وہ ایسی برق رفتاری سے سفر کرے گا جیسے ہوائیں بادلوں کو اڑا لے

جائیں یا جیسے زمین اس کے لیے سمیٹ دی گئی ہو۔ (ابن ماجہ، مسلم احمد)

اس حدیث کی عصری تطبیق کرتے ہوئے مصنف لکھتے ہیں:

”اگر ہم غور کریں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں بلاکم وکاست ہوائی جہاز کی تصویر پیش فرمائی ہے۔ دم سے نکلتا دھواں، پاؤں کا پیٹ میں سمٹنا، سمندروں کو عبور کرنے کی صلاحیت یہ سب ہوائی جہاز کی واضح تشبیہات ہیں۔“

(صفحہ:۱۶)

پھر اس عصری تطبیق کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”حضور صلی اللہ علیہ وسلم اگر موجودہ دور کی اصطلاحات میں بات سمجھاتے تو لمبی چوڑی وضاحتیں کرنی پڑتیں (پھر بھی کچھ صحابہ نہ سمجھ پاتے) اس لیے آپ نے اصحاب کرام کی آسانی اور فہم کے مطابق موزوں الفاظ کا انتخاب کرتے ہوئے موقع کے نہایت مناسب اور برمحل تشریح فرمائی۔“

پھر اس کی وضاحت کرتے ہوئے آگے فرماتے ہیں:

”کہ اگر اسی طرح عوام کو نہ سمجھایا جائے تو حدیث کے ظاہر الفاظ سے تو وہ یہی سمجھیں گے کہ زمانہ آخر کے یہ غیر فطری واقعات کسی فوق الفطرت دور کی طلسماتی داستانیں ہیں۔“

جو کچھ مصنف نے وضاحت کی ہے وہ واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد کے مطابق ہے یہ تو خدا ہی بہتر جانتا ہے مگر یہ ضرور ہے کہ اس وضاحت سے حدیث کے الفاظ سے الجھن پیدا ہوتی تھی وہ دور ہو جاتی ہے۔ جس طرح مصنف نے خچر دجال کو ہوائی جہاز سے تشبیہ دی ہے اسی طرح ہمیں تاریخ بتاتی ہے کہ ۱۲۸۵ھ ہجری میں مولانا محمد زماں



خاں حیدر آبادی نے جو مولانا عبدالحی مرحوم لکھنوی کے شاگرد اور شاہ دکن کے استاد تھے، مہدی فرقتے کی تردید میں ایک کتاب ”ہدیہ مہدیہ“ کے نام سے لکھی تھی اس میں خچر دجال کو ریل گاڑی سے تشبیہ دی تھی، جو اس وقت نئی نئی دریافت ہوئی تھی، وہ لکھتے ہیں:

”روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ دجال کل چودہ مہینے اور چودہ روز میں میں تمام بلاد دنیا کو سوائے حرمین شریفین کے روند ڈالے گا اور یہ غیر ممکن ہے جب تک اس کی سواری کی رفتار ہوا کی طرح نہ ہو پھر روایت حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مع خدم وحشم ولشکری ساز وسامان کے ساتھ پھیرا کریگا تو اب ایسی سواری کونسی ہے کہ اس سامان فرعونی اور لشکر شیطانی سب کو سوار کرے مگر ریل گاڑی کو حضرت مسبب الاسباب نے دجال کے ظہور سے پہلے ہی اس کے کارندوں کے ہاتھ پھیلانا شروع کر دیا تا کہ دجال کے ظہور سے پہلے یہ ساری دنیا میں پھیل جائے کیا عجب ہے کہ چودھویں صدی کے اختتام پر اور یہ بھی یاد رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق یہ گاڑی بادلوں کے دل کی مانند اور ہوا کی چال کی طرح دوڑتی ہے، ہندوستان میں اس کی رفتار ابھی کم ہے مگر ولایت میں ساٹھ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلتی ہے، ۲۴ گھنٹے میں ۱۲سو میل ایک مہینے کی راہ ایک دن میں حضرت سلیمان علیہ السلام کو بھی ہوا مع لشکر اسی طرح اڑا کر لے جاتی تھی۔ (ہدیہ مہدیہ، رئیس قادیان:۴۷۳)

ظہور مہدی کی علامات میں سے ایک یہ ہے کہ ابوداؤد میں نقل ایک حدیث کے مطابق آسمان سے ایک فلک گوش آواز آئے گی جو امام مہدی کے ظہور کا اعلان کرے گی۔

مصنف اس حدیث حدیث کی تشریح موجودہ دور کے اعتبار سے اس طرح کرتے ہیں کہ:

''وہ آواز بے شک آسمان سے ضرور آئے گی اور ہم سب اس کو سنیں گے کیونکہ آج کوئی گھر
کوئی کوٹھری دنیا میں ایسی نہیں جس میں جدید ذرائع ابلاغ ریڈیو ٹیلویژن نہ ہو یا ان تک
جس کی رسائی نہ ہو، امام مہدی کے مقدس ظہور کی خبر تمام دنیا میں نشر ہوگی، مصنوعی سیارے
کے ذریعہ بالکل اسی طرح جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔''

ایک دوسری حدیث جس میں مہدی کے خلاف لشکر کا زمین میں دھنس جانے کی
اطلاع دی گئی ہے اس کے متعلق مصنف کہتے ہیں کہ:

''شدید جنگ میں حدید اور مہلک آلات حرب بھاری بم اور فدائی گولے زمین کو پھاڑ کر
بڑے بڑے گڑھے چھوڑ جائیں گے ایسی ہی زمین جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
دکھلائی گئی تو آپ نے فرمایا کہ زمین پھٹ کر ان قوتوں کو نگل جائے گی جو امام مہدی کے
خلاف لشکر کشی کریں گے۔''

مسلم شریف کی ایک حدیث جس میں ایک ہولناک جنگ کی اطلاع دی گئی ہے
جس کے نتیجے میں ایسا کشت وخون ہوگا کہ حضرت عیسیٰ اور آپ کے حواریوں کو زمین پر
بالشت بھر جگہ نہ ملے گی جو بدبو اور سڑاند سے متعفن نہ ہو، اللہ کے رسول حضرت عیسیٰ اور
آپ کے حواری اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ دو کہان والے اونٹوں کی
مانند لمبی لمبی گردنوں والے پرندے بھیجے گا جو ان لاشوں کو اٹھا اٹھا کر جہاں اللہ چاہے گا
پھینک دیں گے۔

اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

''لمبی لمبی گردنوں والے پرندوں کا لاشوں کا اٹھالے جانا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ



وسلم نے فرمایا ایک تمثیلی استدلال ہے ان حالات واقعات کا جو آپ پر حکمت الٰہی سے
منکشف ہوئے، لمبی گردنوں والے پرندے جو لاشوں کے انبار کا صفایا کریں گے اونچے
اونچے خودکار پھاوڑوں اور مشینی بیلچوں کے سوا اور کچھ نہیں جو لاشوں کو اٹھا اٹھا کر ٹھکانے
لگائیں گے۔''

قارئین حضرات یہ مختصر سا مواد جو ہم نے کتاب ''تفسیر دور حاضر'' سے نکال کر آپ
کے سامنے پیش کیا یہ فاضل مصنف کی دجال کو قوتوں اور ظہور مہدی کی علامتوں کی جو
حدیث شریف میں بیان کی گئی ہیں اس جدید سائنسی دور کے تناظر میں تطبیق کی ایک قابل
تحسین کوشش ہے، آج کے دور سے پہلے حدیث شریف میں بیان کردہ اکثر حقائق پر ایمان
بالغیب کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا لیکن جوں جوں ہم دجال کے دور کی طرف بڑھ رہے ہیں،
یہ حقائق عالم غیب سے اتر کر عالم شہادت کا حصہ بنتے جا رہے ہیں، مگر اس حقیقت کے
باوجود پورے وثوق کے ساتھ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ تشریحات اور تطبیقات اللہ کے رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد کے مطابق ہیں یا نہیں، کیونکہ زمانہ بہت تیزی سے بدل رہا ہے آج
کا مفروضہ کل غلط ثابت ہو جاتا ہے، اس بارے میں مفتی ابولبابہ صاحب کی نصیحت جو انہوں
نے اپنی کتاب ''دجال ۱'' میں کی ہے یاد رکھنے کے قابل ہے۔ وہ صفحہ ۱۵ پر رقم طراز ہیں:

## عصری تطبیق کی حد

علامات قیامت کے ابہام میں جو ابہام در ابہام پوشیدہ ہے، وہ خود ایک قیامت ہے،
ان علامات کی عصری تطبیق میں جو پیچیدگیاں پیش آتی ہیں اور قوی ترین قرائن پر قائم

مفروضے اور اندازے جس طرح عین وقت پر وقوع حقائق سے دور بہت دور پیچیدہ
الجھنوں میں گھرتے دکھائی دیتے ہیں ان کی بنا پر یہ موضوع جتنا دلچسپ ہے، زمانے
کے حالات پر اس کی تطبیق اتنا ہی کٹھن اور حوصلہ شکن کام ہے۔ احتیاط کا دامن تھامتے
ہوئے اور اکابر کی تشریحات کے سائے تلے پناہ لینی چاہیے، عصری تطبیق کے شوق
میں فرامین نبوی کو کھینچ تان کے کوئی مخصوص مفہوم نہ پہنایا جائے اور نہ مخصوص حالات
کے مطابق ان کو زبردستی اور بزور ڈھالا جائے، ضرور وہی بات کہی جائے جو صاف
صاف سمجھ میں آتی ہو، اور اس پر بھی اصرار نہ کیا جائے۔

## کتاب کی وہ تشریحات جو محل نظر ہیں

اپنے ہم عصر علماء کے متعلق فاضل مصنف اپنی رائے کا اظہار فرماتے ہوئے صفحہ
۳۷ پر رقم طراز ہیں:

آج کے علماء اور رہنما جن کو عزت دینے کے لیے ہمیں مجبور کیا جاتا ہے، اس کے ذمہ
دار ہیں کہ تمام کی تمام اُمت اس بات سے بے خبر ہے کہ ہم کس زمانے میں جی رہے
ہیں۔ شاید اس لیے کہ علماء خود لاعلمی کی حالت میں ہیں۔ ایسا شخص جو دن اور وقت نہ
بتا سکے فاتر العقل کہلاتا ہے۔ اس مماثلت سے وہ عالم فاضل جو قرآن وحدیث کا
استاد کہلانے کے باوجود زمانے کی شناخت اور نسبت نہ پہچان سکے وہ پیروی کے
قابل نہیں۔"

یہ خطاب کیونکہ ان علماء سے ہے جو قرآن وحدیث کے استاد ہیں اس لیے جواب
بھی انہیں کے ذمہ ہے بندہ اس بارے میں سکوت اختیار کرتا ہے۔

صفحہ ۳۶ پر فاضل مصنف لکھتے ہیں:



"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا اس کا ادراک کرنا اور حاضر زمانے کے
واقعات کی روشنی میں اسے جانچنا اور سمجھنا ایسا علم وفن ہے جو کسی کتاب میں نہیں ملتا
اور نہ ہی کسی اسکول یا مدرسہ میں کیونکہ یہ پڑھایا نہیں جاتا۔ یہ تو فیض الٰہی ہے قلبی
وروحی بیداری جو چند خاص چنیدہ حضرات تک محدود ہے ہمارے جیسے عام مسلمانوں
کے لیے تو ایسے متبرک اور مقدس فیض رساں بزرگ کو پہچاننا اور بلا چوں وچرا اس
کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہی حقیقۃً فلسفہ نظام ہدایت کی اصل روح ہے۔"

دونوں پیراگراف پڑھنے سے یہ تو معلوم ہوگیا کہ پیروی کس کی کرنی چاہیے مگر
پیروی کے لیے نمونہ تو سامنے ہونا چاہیے پوشیدہ اور چھپے ہوئے کی پیروی کس طرح ہو۔
اگر جواب میں کہا جائے کہ اس کو تلاش کرنا چاہیے تو یہ "تکلیف مالا یطاق" ہے دنیا بہت وسیع
ہے، اگر نمونہ چین میں ہو تو پاکستان کا مسلمان اسے کیسے تلاش کر سکتا ہے، جو اپنی پیروی
چاہتا ہے اس کا فرض ہے کہ خود کو عوام پر ظاہر کرے جیسے مہدی کو خدا آسمانی ندا کے ذریعہ
ظاہر کرے گا یا جیسے اللہ کے رسول نے اپنے آپ کو ظاہر کیا تا کہ حجت تمام ہو۔ اللہ تعالیٰ بھی
بغیر حجت پوری کیے عذاب نہیں دیتے چنانچہ ارشاد ہے:

﴿ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُولًا ﴾

## امریکہ ہی دجال ہے:

کتاب کے صفحہ ۲۴ تک دجال کی جو صفات احادیث شریفہ میں بیان کی گئی ہیں وہ
امریکہ پر چسپاں کرنے کی کوشش کی ہے جیسے:

(۱) وہ خدائی کا دعوی کرے گا۔

(۲) وہ ایک آنکھ سے کانا ہوگا۔

(۳) اس کے چہرے پر لفظ "کافر" لکھا ہوا ہوگا۔

مصنف ان تینوں عیبوں کی تشریح اس طرح کرتے ہیں:

## دعویٰ خدائی:

دجال کے دعوی خدائی کی بھی تھوڑی بہت وضاحت کرتے چلیں۔ آج کے اس نام نہاد ڈرون زمانے میں یہ تو بعید از قیاس ہوگا کہ کوئی کھڑا ہوکر کائنات کے خدا ہونے کا دعوی کردے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دراصل یہاں اشارہ فرمایا ہے دجال کے متکبرانہ اور انتہائی نخوت آمیز رنگ ڈھنگ کی طرف جو اس کے اس دنیا کے مطلق مالک ہونے کے باطل دعوے کو بے نقاب کریں گے، امریکی طور طریقے اور انداز تو عرصے سے اس طرف اشارہ کررہے تھے مگر بش صاحب کے حالیہ ارشادات نے اسے بالکل واضح کردیا ہے۔ کوئی امریکہ سے چھپ نہیں سکتا۔"
ہم دشمن کو اس کے بلوں سے ڈھونڈ نکالیں گے۔ اور سونے پہ سہاگا یہ کہ اس دعویٰ کے نقطہ عروج کو دیکھیں کہ جو اشتہار افغانستان میں تقسیم کیے ان میں کیا گیا کہ جو القاعدہ کی سپاہ کو پکڑوانے میں تعاون کرے گا اسے زندہ رہنے کی اجازت دے دی جائے گی، اس تحقیر آمیز رویہ کو مدنظر رکھتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال ایسے دکھاوے دے گا جیسے وہ زمین کا رب ہو۔ امریکہ خود ہی یہ راگ الاپتا کہ ہم دنیا کی سپر پاور اور واحد سپر پاور ہیں۔ یہ تمام کے تمام اشارے ہیں اس کے دعویٰ خدائی کی طرف۔



آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور مستند حدیث میں فرمایا ہر ایک جو دجال کا ساتھ دے گا، وہ دھن دولت اور اسباب و آرائش سے نوازا جائے گا اور جو کوئی اس سے اختلاف یا مقابلہ کرنے کی جرات کرے گا اسے اذیت ناک مفلسی اور ہولناک غم والم کا سامنا ہوگا۔ (ابن ماجہ، مسلم، احمد) یہ حدیث مبارکہ نہایت تفصیل سے ان عشرتوں اور عطیات کو بیان فرماتی ہے جو ان کو حاصل ہوں گے، جو فتنہ دجال کا شکار ہوجائیں گے۔ حضور نے فرمایا ان کے کھیتوں کی پیداوار بکثرت ہوگی ان کی گائے بھینسوں کے تھن دودھ سے لبالب بھرے ہوں گے اور جو دجال کے حکم کی پیروی نہیں کریں گے، ان کے ڈھور ڈنگر کو موت آئے گی اور وہ خود نیستی مفلس اور محرومی کا شکار ،قحط زادہ، بھوکے پیاسے ہوں گے۔

ایک لمحہ غور کیجیے امریکہ کی افغان مہم جوئی نے اس حدیث مبارکہ کی صداقت کو خوب ثابت کیا ہے افغانوں کی کھلی نافرمانیوں کے نتیجے میں ان پر ہیبت ناک آفات مسلط کردی گئیں۔ دجال کی من پسند سواری ہوائی جہاز ان پر موت کے گولے ڈیزی کٹر برسا رہی ہے کہ گستاخ اور سرکش افغانستان کو سبق سکھائے۔ بدقسمت قحط زدہ افغانوں کو موت کا سامنا ہے اس کے ریوڑ کے ریوڑ اور کھیتوں کے کھیت تباہ و برباد کردیئے گئے ہیں اسکے برعکس امریکہ کا ساتھ دینے پر عطیات انعامات اور مال وزر سے نوازنے کا وعدہ ہے۔

## دجال ایک آنکھ سے کانا ہوگا:

اس حدیث کے ظاہری الفاظ کیونکہ امریکہ یا کسی ملک پر چسپاں نہیں ہوسکتے اس لیے مصنف اس کی تاویل کرتے ہیں، لکھتے ہیں:

احادیث مبارکہ دجال کو ایک آنکھ والا گردانتی ہیں یہ پھر ایک من موہنی تشبیہ ہے۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نکتہ کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: ''تمہارا اللہ ایک آنکھ والا نہیں، سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہاں دجال کی جسمانی صفات بیان نہیں فرما رہے۔ ایک آنکھ والا یا کانا تخیلی تقابل میں غیر منصفانہ جانبداری اور طرفداری کے لیے استعمال ہوا ہے اور کائنات کو پیدا کرنے والا اللہ ایسا تو نہیں وہ تو رحمان ہے انصاف کرنے والا ہے۔
دجال کی خدائی کی نفی اس کے اپنے اعمال کریں گے۔ دجال دوغلا بدظن، بدگمان اور بے رحم ہوگا (اور اپنے کانے پن کی بدولت اسے صرف اپنا نقطہ نظر ہی نظر آئے گا اور دوسرا رخ بالکل بھی نہیں۔
امریکہ کی جانبداری اور تعصب (کانا پن) اتنا نمایاں ہے کہ اندھے بھی دیکھ سکتے ہیں اور مسلمانوں کے معاملات میں تو امریکہ کے طرز عمل چونکا دینے کی حد تک طرفدارانہ اور غیر مصنفانہ ہے یہ خصلت اور شدت سے نمایاں ہو جاتی ہے جب امریکہ انسانی حقوق، انصاف اور غیر جانبداری کا ڈھول گلے میں ڈال کر پیٹتا رہتا ہے۔ مگر ایک عیسائی کی موت تو جیسے تمام انسانیت کی موت ہے اور ہزار ہا مسلمان قتل ہو جائیں تو وہ ٹس سے مس نہیں ہوتا اس طرح مصنف نے آگے اور بہت سی مثالیں امریکہ کے تعصب اور جانبداری کی بیان کر کے حدیث کے مطابق اس کا کانا پن ثابت کیا ہے۔

## دجال کی پیشانی پر لفظ ''کافر'' لکھا ہوگا:

امریکہ کوئی ایک انسان نہیں جس کی پیشانی پر لفظ کافر لکھا جا سکے چنانچہ فاضل



مصنف اس کی تاویل اس طرح کرتے ہیں:
اب ہم اس حدیث کی طرف آتے ہیں جس میں فرمایا گیا ہے کہ لفظ کافر دجال کے ماتھے پر لکھا ہوگا ہم اگر اس حدیث مبارکہ کا لفظی مطلب لیں تو یہ سوچتے رہ جائیں کہ کوئی کیسے اپنے ماتھے پر لفظ کافر لکھوانے پر راضی ہوگا۔ یہ ایک انہونی حرکت لگتی ہے لیکن زیادہ تر مسلمان اس پر یقین رکھتے ہیں مگر سچی بات تو یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار پھر نہایت موزوں تشبیہ فرمائی ہے:
عربی۔ اردو پنجابی میں بھی جب کوئی خصلت یا خوبی کسی انسان میں بہت نمایاں ہو تو اسے کبھی کبھار یوں بھی بیان کر دیا جاتا ہے کہ یہ تو اس کے ماتھے پر لکھا ہے۔ (اور زیادہ تر یہ منفی رجحان کے بیان میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے اگر کوئی شخص پیدائشی چھوٹا ہو تو یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اس کے تو ماتھے پر لکھا ہے کہ وہ جھوٹا ہے۔
ہی وہ رنگ ہے جس میں آنحضرت نے ہمیں یہ پیغام پہنچایا دجال انتہا درجہ کا قطعی سنگدل، بے رحم، مغرور کاذب. گمراہ کن، فریب آلود اور اتنا کھلا بے ایمان و بے اعتقاد ہوگا کہ ذرہ بھر خالص ایمان اور سمجھ بوجھ رکھنے والے کسی شخص کو بھی یہ صاف نظر آئے گا کہ دجال سرتاپا کفر ہے۔ اب اگر ہم ایک نظر امریکی چال چلن اور ان کی اخلاقی تنزلی و گمراہی اور بدقماشی پر ڈالیں تو ہم پر مکمل طور سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ خود ساختہ راست روی کے دعوے کی باریک ظاہری ٹیپ ٹاپ کے پیچھے ایک ایسا معاشرہ ہے جس کی بنیاد سخت ناگوار اور گھٹیا ترین انسانی خصلتوں پر ہے جسے اپنے مفاد کے علاوہ کسی کا کوئی لحاظ نہیں۔ وہ ایک کافرانہ معاشرہ خبائث اور بدی میں ڈوبا ہوا ہے اتنا منحرف و نافرمان اور اتنا ناگوار اور گھٹیا کہ کسی بھی صاحب بصیرت کو نظر

آجائے گا کہ امریکہ مجسم خبائث ہائے دجال ہے اور اس کا کفر و کمینگی اس کے ماتھے
پر سایہ فگن ہے بالکل اسی طرح جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمثیلاً فرمایا تھا۔

اس بات کی وضاحت کے لیے امریکہ دجال ہے یا نہیں ہم مفتی ابولبابہ صاحب کی
کتاب ''دجال ا'' سے ایک اقتباس پیش کرتے ہیں جس میں بڑے وزنی دلائل کے ساتھ
اس نظریہ کی نفی کی گئی ہے، اور بتایا گیا ہے کہ دجال کوئی ملک نہیں بلکہ حدیث شریف کے
مطابق ایک متعین شخص کا نام دجال ہے چنانچہ اپنی کتاب کے صفحہ ۱۴۴ پر رقمطراز ہیں:

## دجال کا شخصی خاکہ

بعض حضرات کہتے ہیں کہ امریکہ دجال ہے کیونکہ دجال کی ایک آنکھ ہوگی اور
امریکہ کی بھی ایک آنکھ ہے اس کی مادیت کی آنکھ کھلی ہے جبکہ روحانیت کی آنکھ چوپٹ
ہے وہ مسلمانوں کو ایک آنکھ سے اور غیر مسلموں کو دوسری آنکھ سے دیکھتا ہے اس کی کرنسی پر
ایک آنکھ بنی ہوئی ہے۔

جو حضرات اس رائے کو اہمیت دیتے ہیں وہ دو طرح کے ہیں:

(۱) کچھ تو احادیث کا علم نہ ہونے اور غلط فہمی کی بنا پر سمجھتے ہیں ان کے پیش نظر کوئی
غلط مقصد نہیں یہ لوگ معذور ہیں۔

(۲) کچھ جان بوجھ کر کسی خاص مقصد (مثلاً یہودیت کی خدمت اور مسلمانوں کو
دجالی فتنے سے بے خبر رکھ کر دجال کی راہ ہموار کرنے) کے لیے ایسا کرتے ہیں یہ خود دجال
ہیں کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اصلی دجال سے پہلے پہلے تیس جھوٹے دجال ظاہر
ہوں گے، احادیث کو جس نے سرسری نظر سے بھی دیکھا ہے اسے یقین ہے کہ دجال کوئی



ملک نہیں ایک متعین شخص ہے جس کو انسانوں کی آزمائش کے لیے غیر معمولی طاقتیں دی گئی
ہیں لیکن وہ ان کو بھی غلط مقاصد کے لیے استعمال کرے گا۔

مولانا ابوالحسن علی ندوی اپنی مشہور کتاب ''معرکہ ایمان و مادیت'' میں لکھتے ہیں
حدیث شریف میں اس بات کی صاف صاف وضاحت ہے کہ دجال ایک معین شخص ہوگا وہ
ایک خاص اور معین زمانے میں اور ایک معین قوم میں ظاہر ہوگا جو یہود ہیں اس لیے ان تمام
وضاحتوں کی موجودگی میں نہ اس کے انکار کی گنجائش ہے اور نہ ضرورت، احادیث میں اس کا
تعین بھی کر دیا گیا ہے کہ وہ فلسطین میں ظاہر ہوگا اور وہاں اس کو عروج اور غلبہ حاصل ہوگا۔
درحقیقت فلسطین وہ آخری اسٹیج ہے جہاں ایمان و مادیت اور حق و باطل کی یہ کشمکش جاری
ہے (اور منظر عام پر آنے والی ہے)

خلاصہ کلام یہ کہ اگرچہ امریکہ کی دجالی خصوصیات میں شک نہیں لیکن وہ دجال نہیں
البتہ امریکہ کی تہذیب و ثقافت جو سراسر مادیت پرستی پر قائم ہے، وہ دجالی تہذیب ضرور ہے،
بلکہ دجال اپنے ظہور کے بعد جو کام دنیا میں کرے گا، امریکی استعمار یہود کے ورغلانے
سے (دجال کو سچا نجات دہندہ سمجھ کر) اس کی راہ ہموار کر رہا ہے۔ دجال کو حقیقی آسمانی خدائی
کے مقابلے میں فرضی زمینی خدائی کے لیے جو وسائل درکار ہیں صرف امریکہ ہی نہیں بلکہ پورا
یورپ انہیں مہیا کرنے کے لیے دن رات سائنسی تحقیقات میں لگا ہوا ہے اور یہودی سائنس
دانوں کے ساتھ مل کر نت نئی حیرت انگیز چیزیں ایجاد کر کے اس کی عالمی حکومت کی بنیادیں
مضبوط کرنے میں اپنا سارا زور صرف کر رہا ہے۔ لیکن اس سب کچھ کے باوجود امریکہ دجال
نہیں کیونکہ دجال کسی ملک یا حکومت کا نام نہیں بلکہ ایک خاص متعین شخص کا نام ہے۔

## حارث و منصور

ہلال بن عمرو سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ایک شخص ماوراء النہر سے چلے گا اسے حارث الحراث (کسان) کہا جاتا ہوگا اس کے لشکر کے اگلے حصہ پر مامور شخص کا نام منصور ہوگا جو آل محمد کے لیے (خلافت کے سلسلے میں) راہ ہموار کرے گا، جیسا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش نے ٹھکانہ دیا تھا۔ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اس لشکر کی مدد اور تائید کرے یا یہ فرمایا کہ اطاعت کرے۔ (ابوداؤد)

حارث اور منصور دو لقب ہیں: دو ذمہ داریاں ہیں۔ دو عظیم خدمات ہیں جو یہ حضرات دین اسلام کی سربلندی کے لیے انجام دیں گے، جب مہدی سات علماء کے مجبور کرنے پر امارت قبول کرتے ہوئے اصلاح و جہاد پر بیعت لیں گے تو پہلے پہل انہیں کافروں سے زیادہ اپنے لوگوں سے نبرد آزما ہونا پڑے گا ایسی حالت میں حضرت مہدی کو جس نصرت اور مدد کی ضرورت ہوگی وہ یہ دو بزرگ ہستیاں فراہم کریں گی ایک ان کی مالی کفالت کرے گا اور دوسرا عسکری کمک در سد وغیرہ کا انتظام کرے گا، پہلے کو حدیث شریف میں حارث (کسان) اور دوسرے کو منصور کہا گیا ہے جو عسکری امور کا ایک قابل اور بہادر سالار ہوگا جو حضرت مہدی کے دشمنوں کو روندتا ہوا بڑھتا چلا جائے گا حدیث شریف کے مطابق ان دونوں ہستیوں کی مدد کرنا ہر مرد و عورت پر فرض ہے۔

اس بارے میں فاضل مصنف پہلے تو یہ فرماتے ہیں کہ حضرت مہدی خراساں سے ہجرت فرما چکے ہیں (صفحہ ۵۴) پھر فرماتے ہیں کہ حضرت منصور پاکستان میں موجود ہیں (صفحہ ۵۵) پھر کہتے ہیں کہ حضرت منصور خراسان کے پہاڑوں سے اتر کر سعودی عرب روانہ ہو گئے ہیں۔ (صفحہ ۵۶)



صفحہ ۵۵ کی عبارت یہ ہے:

اس مفروضے کو کہ حضرت منصور پاکستان میں موجود ہیں چند اور احادیث سے تقویت ملتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک زبردست لشکر کی نشاندہی فرمائی جو ستر ہزار ہندوستانی کچھ احادیث میں خراسانی سپاہیوں پر مشتمل ہوگا اور ایک مقدس جنگ لڑے گا اور حضرت مہدی کا مددگار ہوگا جب وہ خانہ کعبہ میں ظاہر ہوں گے اس فوج کا سپہ سالار کون ہوگا اس کے علاوہ اور کون حدیث کے مطابق وہ جس کو جیسا کہ اس کے اسم گرامی سے عیاں ہے تائید الٰہی حاصل ہوگی یعنی حضرت منصور۔

حدیث مبارکہ کے مطابق حضرت امام مہدی کے لیے لڑنے والی یہ فوج راستے میں ہندوستان کے حکمرانوں کو زنجیر پا کردے گی اور ان گنت ملحدوں (اور بے دینوں کا قصہ تمام کردے گی اس فوج کے سپاہیوں کے تمام گناہ معاف کردیے جائیں گے۔

قارئین کرام! فاضل مصنف نے اپنے یہ خیالات ۲۰۰۳ء میں کتاب لکھتے وقت پیش کیے تھے آج ۲۰۱۱ء یعنی آٹھ برس گذر چکے ہیں ابھی تک یہ مفروضہ حقیقت میں تبدیل نہیں ہوا۔ مزید کتنا وقت لگے گا یہ خداوند قدوس ہی بہتر جانتے ہیں۔

## سعودی خلیفہ کی موت پر شدید اختلافات

حضرت مہدی کے ظہور کی علامات میں سے ایک علامت حدیث میں یہ بیان کی گئی ہے کہ اسلام کے ایک خلیفہ کی موت پر مسلمانوں کو شدید اختلاف ہوگا۔ اس علامت کا تعین کرتے ہوئے فاضل مصنف فرماتے ہیں:

الہامی علوم سے فیض یاب اولیاء کرام کی رائے میں بادشاہ تو پہلے ہی مرا ہوا ہے اس لیے بااختیار حکمران سعودی عرب شہزادہ عبداللہ بن عبدالعزیز ہے جس کے اسلام پسند خیالات

دہشت پسندوں کو ایک آنکھ نہیں بھاتے جس کی موت پر حالات پلٹا کھائیں گے۔

یہ مشہور ہے کہ جانشین مقرر کیے جانے کے باوجود شہزادہ عبداللہ کے اسلام موافق اور امریکی مخالف جھکاؤ کی وجہ سے ایک طاقتور گروہ اس کی جانشینی کے خلاف ہے، نامزد ولی عہد اپنا حق وراثت جتائے گا لیکن امریکہ اس کے بنیاد پرست رجحانات سے خوفزدہ اپنے امیدوار کو پوری قوت سے آگے بڑھائیں گے، یہ سب کچھ ولی عہد سے وفادار فوجوں اور امریکی حمایتوں کے درمیان ایک خوفناک تصادم کی صورت اختیار کر جائے گا۔

اس مقدس زمین پر اٹھنے والا یہ دنگا فساد ظہور امام اولیا حضرت مہدی علیہ السلام کا پیش خیمہ ہوگا۔ (صفحہ ۶۱)

قارئین کرام! یہ واقعات تو ہم سب کے سامنے کے ہیں اور ہم سب دیکھ رہے ہیں کہ الہامی امور سے فیض یاب بزرگوں کی اس رائے کو وقت نے غلط ثابت کر دیا۔ کشف اور الہام وغیرہ نہ تو حجت ہیں اور نہ یقینی اگر ایسا نہ ہوتا تو پھر وحی اور الہام وغیرہ میں کیا فرق رہ جاتا۔ شہزادہ عبداللہ کی جانشینی بڑے باوقار اور پرسکون ماحول میں ہوئی کوئی دنگا فساد ملک کے اندر یا باہر سے نہیں ہوا جو حضر۔۔ مہدی کے ظہور کا پیش خیمہ ثابت ہوتا۔

مفتی ابولبابہ صاحب اپنی کتاب دجال میں لکھتے ہیں:

ایک علامت ظہور مہدی کی یہ بھی ہے کہ ایک خلیفہ کے انتقال پر شدید اختلاف ہوگا اس اختلاف کی نوعیت بظاہر یہ لگتی ہے کہ سعودی تخت پر اتحادی افواج اپنی مرضی کا آدمی بٹھانا چاہیں گی جبکہ اہل اسلام اپنے شخص کو پسند کرتے ہوں گے جس کے نظریات اتحادیوں کو ایک آنکھ نہیں بھاتے ہوں گے مہدویات پر نظر رکھنے والے کچھ حضرات اس کا مصداق شاہ فہد کو سمجھتے تھے لیکن جب اس کا انتقال ہوا اور شاہ عبداللہ کی جانشینی کا عمل بخیر و خوبی انجام پا گیا تو ان کے اندازوں کو زبردست دھچکا لگا لیکن اندازے تو اندازے ہی ہوتے ہیں۔ (صفحہ ۷۷)



## تلوار نیزہ یا راکٹ اور بم

احادیث شریف میں مہدی علیہ السلام اور کفار کے درمیان جن جنگوں کا ذکر ہے اس میں پرانے اور قدیم ہتھیار جیسے تلوار نیزہ، وغیرہ اور قدیم طریقہ جنگ جیسے لشکر فوج وغیرہ کا تذکرہ آیا ہے اس کو پڑھ کر یہ سوال یقیناً پیدا ہوگا کہ آج کل جبکہ پرانا طریقہ جنگ اور آلات حرب بالکل متروک ہو چکے ہیں اور جنگیں ہوائی جہازوں، آبدوزوں اور راکٹوں اور میزائلوں سے لڑی جا رہی ہیں تو کیا حدیث کی زبان علامتی ہے یا حقیقی؟ گفتگو استعارے میں کی گئی ہے یا دنیا واپس پرانے طریقے پر چلی جائے گی، اس کے دو جواب ملتے ہیں ایک تو فاضل مصنف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۷۵ پر دیا ہے اور وہ یہ ہے:

ان روایات کا اوپر اعلم رکھنے والے بہت سے اشخاص کا خیال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تیروں اور بھالوں کی بات کی ہے اس لیے یہ جنگیں دقیانوسی آلات حرب سے لڑی جائیں گی، اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی۔"
روایات میں ان نیزوں بھالوں کی تباہ کن قوت کو سامنے رکھیں تو یہ آج کے ذی فہم چاق و چوبند ڈیزی کٹر اور میزائل ہیں۔

اس جواب سے یہ ظاہر ہوا کہ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ جنگیں پرانے آلات حرب یعنی تلواروں اور نیزوں سے لڑی جائیں گی انہیں بہت تھوڑا علم ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ جنگیں موجودہ ہر قسم کے جدید ہتھاروں ہی سے لڑی جائیں گی جو اس کے خلاف کہتے ہیں وہ جہالت کے اندھیرے میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ جس میں وثوق سے کچھ کہنے کے بجائے ایک محتاط اور مشروط بات کہہ دی گئی ہے:

انسانی تمدن کے ڈھانچے بدلتے رہتے ہیں آج ذرائع مواصلات (Communication System) اور آلات جنگ (War weapons) کی جو ترقی یافتہ شکل ہمارے سامنے ہے آج سے ڈیڑھ دوصدی پہلے کوئی اس کو بیان کرتا تو لوگوں کو اس پر جنون کا شبہ ہوتا۔ اب خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ سائنسی رفتار اسی تیزی سے بڑھتی رہے گی یا خودکشی کر کے انسانی تمدن کو پھر تیر وکمان کی طرف لوٹا دے گی ظاہر ہے کہ اگر یہ دوسری صورت پیش آئے جس کا ہر وقت خطرہ موجود ہے اور جس سے سائنس دان خود بھی لرزہ براندام ہیں تو ان احادیث طیبہ میں کوئی اشکال باقی نہیں رہتا جن میں حضرت مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا نقشہ پیش کیا گیا ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۔مفتی یوسف لدھیانوی)

قارئین حضرات جن دو کتابوں سے اقتباسات میں نے پیش کیے حق تعالیٰ ان کے مصنفین کو بہترین جزء عطا فرمائے کہ انہوں نے ایک بہت اہم مسئلے پر قلم اٹھایا اور امت محمدیہ کو اس کے نشیب وفراز سے آگاہ کیا تاہم کہیں کہیں انہوں نے احتیاط اور اعتدال کی روش سے تجاوز کیا جس کی اس خاکسار نے نشاندہی کی۔

جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علامات قیامت کو مبہم رکھا اسی طرح ظہور مہدی ودجال وغیرہ میں بھی کافی ابہام ہے اور اس لیے حدیث شریف میں بیان کردہ علامات واقعات اور کردار کی صحیح تعیین کرنا بہت مشکل ہے۔ اس بارے میں سابقہ دور کے بزرگوں کے بھی اندازے، الہامات اور خواب وغیرہ وقوع میں نہیں آئے جو تاریخ کی کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں۔ اس لیے اپر رائے زنی کرتے ہوئے کسی بھی واقعہ یا کردار کا حتمی تعیین نہیں کرنا چاہیے اور نہ شریعت کے خلاف یا اکابرین کے مشرب سے ہٹ کر کوئی تاویل کرنی چاہیے وثوق پر امکان اور احتمال کو ترجیح دینے ہی میں سلامتی ہے حق تعالیٰ ہم سب کی لغزشوں کو معاف فرمائے۔



# دوسرا باب

☆......امام مہدی علیہ السلام کے منتظر لوگ

☆......اسم ہادی کی تجلیات سے مغلوب لوگ

☆......وہ لوگ جو مہدی کے نام سے بہت مشہور ہوئے اور جن کو ان کے علم نے گمراہ کیا

☆......وہ لوگ جنہوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا پھر توبہ کر لی

## ظہور مہدی متفق علیہ مسئلہ ہے

حضرت مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری اپنی کتاب ”ائمہ تلبیس“ میں لکھتے ہیں:

امام محمد بن عبداللہ المعروف بہ مہدی علیہ السلام کا ظہور اوائل اسلام سے آج تک ایک مسلم الثبوت مسئلہ چلا آتا ہے۔ علمائے اعلام ائمہ مجتہدین اور محدثین میں سے کسی نے اس مسئلہ کی صحت سے انکار نہیں کیا۔ محمد بن حسن اسنوی کتاب مناقب شافعی میں لکھتے ہیں کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور اور آپ کے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد ہونے کے متعلق جو حدیثیں مروی ہیں وہ درجہ تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں اور رسالہ توضیح میں لکھا ہے کہ قاضی محمد بن علی شوکانی سے بعض علما نے دریافت کیا کہ وہ حدیثیں جو ظہور مہدی کے متعلق آئی ہیں وہ متواتر ہیں یا نہیں، قاضی شوکانی نے جواب دیا بلاشک وشبہ متواتر ہیں، ان کے علاوہ آثار صحابہ بھی جن میں ظہور مہدی کی تصریح ہے کثیر التعداد میں ہیں۔ قاضی شوکانی نے ایک ایک اثر کو گنوایا ہے اور ان کی تعداد ۲۸ تک پہنچا کر لکھا ہے کہ یہ آثار بھی احادیث مرفوعہ کے حکم میں ہیں کیونکہ واقعات مستقبل کے متعلق اجتہاد کی کوئی گنجائش نہیں۔

حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی اپنی کتاب ”عقائد الاسلام“ حصہ اول کے ص ۶۴ پر فائدہ جلیلہ کے عنوان کے تحت تحریر فرماتے ہیں:

اہل سنت والجماعت کے عقائد میں ہے کہ امام مہدی کا ظہور آخری زمانے میں برحق اور صدق ہے اس پر اعتقاد رکھنا ضروری ہے اس لیے کہ امام مہدی کا ظہور احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے اگرچہ اس کی بعض تفصیلات اخبار آحاد سے ثابت



ہیں۔ عہد صحابہ وتابعین سے لیکر اس وقت تک امام مہدی کے ظہور کو مشرق ومغرب میں ہر طبقہ کے مسلمان علماء، صلحاء عوام اور خواص ہر قرن اور ہر عصر میں نقل کرتے چلے آئے ہیں۔

## ظہور مہدی لازمی اور یقینی ہے

ظہور مہدی اس قدر یقینی بات اور ہمارے عقیدے کا حصہ ہے کہ اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا، اس سلسلے میں ملا علی قاری نے مرقاۃ ج ۱۰ صفحہ ۴۷ پر مسند احمد اور ابوداؤد کے حوالے سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اگر زمانے کا صرف ایک دن باقی رہ جائے (اور مہدی نہ آئے اور علامات قیامت پوری ہوجائیں) تب بھی اللہ تعالیٰ میرے گھر والوں میں سے ایک آدمی کو بھیج کر رہیں گے۔ جو زمین کو اس طرح عدل وانصاف سے بھردے گا جس طرح وہ اس سے پہلے ظلم وستم سے بھری ہوئی ہوگی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت کی ہے کہ اگر دنیا کی مدت ختم ہونے میں صرف ایک دن رہ جائے (تب بھی ظہور مہدی کے لئے) اللہ تعالیٰ اس دن کو اتنا طویل کردیں گے کہ میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی دیلم اور قسطنطنیہ کے پہاڑوں کا مالک ہوجائے۔“

حضرت مہدی کے ظہور کے بعد ان کی اور ان کے دست راست حارث ومنصور کی مدد اور ان سے تعاون کرنے کی تاکید اور اس پر بیش بہا ثواب اور خیر وبرکت جو احادیث سے ثابت ہے کے حصول کی غرض سے امت محمدیہ کے نیک اور صالح لوگ ہمیشہ سے اس

بات کی تمنا کرتے آئے ہیں کہ کاش ہمیں بھی کوئی ایسا موقع مل جائے کہ ہمارا نام بھی امام مہدی کے حمایتیوں کی فہرست میں آجائے اس سلسلے میں کچھ واقعات سنیئے:

## غوث علی شاہ قلندر کا ایک ملفوظ

ایک روز ارشاد ہوا کہ موضع منڈوار میں پہنچے تو سنا کہ یہاں ایک شیعہ صاحب تھے مرتے دم انہوں نے یہ وصیت کی تھی کہ ہماری دونوں لڑکیوں کی شادی نہ کی جائے۔ جب حضرت امام مہدی آخرالزماں کا ظہور ہو تو یہ دونوں ان کے نکاح میں دے دی جائیں ہم نے سید صاحب کی بیوی سے کہا کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ تو شریعت محمدی کے تابع ہوں گے اور شریعت میں دو بہنوں کا جمع کرنا جائز نہیں لہٰذا مناسب یہی ہے کہ ان میں سے ایک کی شادی کر دو اور دوسری امام صاحب کی نذر کے لئے رہنے دو۔ چنانچہ ایک کی شادی ہوگئی۔ اس کے بعد ہم نے کہا کہ اب اس غریب پر بھی رحم کرو، خدا جانے امام علیہ السلام کے ظہور تک یہ زندہ بھی رہے یا نہیں اس سے تو بہتر یہی ہے کہ اس کی بھی شادی کر دو اور اس کی اولاد سے امام صاحب کے زمانے میں جو لڑکی موجود ہو وہ امام صاحب کی نذر کر دی جائے تاکہ وصیت بھی پوری ہو جائے۔ غرض اس کی بھی شادی ہوگئی۔

(تذکرہ غوثیہ)

## حضرت مہدی کے نام ایک بزرگ کا خط

دارالعلوم دیوبند کے سب سے پہلے مہتمم حضرت مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نقشبندیہ خاندان کے اکابرین میں سے تھے اور آخری عمر میں ہجرت فرما کر مکہ مکرمہ



آگئے تھے اور وہیں ان کی وفات ہوئی۔ آپ کو علامات قیامت کے ظہور اور حضرت مہدی کی قیادت میں اصلاح عالم کی جدوجہد سے خصوصی دلچسپی تھی۔ حضرت مہدی کا ظہور مکہ میں ہونا تھا۔ دوسری طرف انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر بیت اللہ کی چابیاں شیبی خاندان کے سپرد کی تھیں اور اور بیت اللہ چونکہ قیامت تک رہے گا اس لئے مکہ شریف میں شیبی کا خاندان بھی مکہ شریف کی کنجیوں سمیت قیامت تک رہے گا۔

چنانچہ مولانا رفیع الدین صاحب کی جب آخری عمر ہوئی تو یہ تمنا شدت اختیار کرگئی کہ حضرت مہدی کے ہاتھ پر ان کی بیعت ہو اور ان کی قیادت میں جہاد نصیب ہو جائے تو ان کو ایک عجیب ترکیب سوجھی کہ جب شیبی خاندان قیامت تک باقی رہے گا تو یقیناً ظہور مہدی کے زمانے میں بھی موجود ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے ایک حمائل شریف اور ایک تلوار لی ااور ایک خط حضرت مہدی کے نام لکھا اس کا مضمون یہ ہے:

”فقیر رفیع الدین مکہ مکرمہ میں حاضر ہے۔ آپ اس وقت جہاد کی تیاری کر رہے ہیں اور ایسے مجاہدین آپ کے ساتھ ہیں جن کو وہ اجر ملے گا جو غزوہ بدر کے مجاہدین کو ملا تھا۔ سو رفیع الدین کی طرف سے یہ حمائل تو آپ کے لئے ہدیہ ہے اور یہ تلوار کسی مجاہد کو دے دیجئے کہ وہ میری طرف سے جنگ میں شریک ہو جائے تاکہ مجھے بھی وہ اجر مل جائے۔“

پھر انہوں نے یہ تینوں چیزیں شیبی خاندان والوں کے سپرد کر دیں اور ان سے کہا کہ تمہارا خاندان قیامت تک رہے گا۔ یہ چیزیں حضرت مہدی کے لئے امانت ہیں۔ جب تمہارا انتقال ہو تو اپنے قائم مقام کو سپرد کر دینا اور ان سے کہہ دینا کہ وہ اپنے قائم مقام کے سپرد کر دیں اور ہر ایک یہ وصیت کرتا جائے۔ یہاں تک کہ یہ چیزیں حضرت مہدی علیہ السلام تک پہنچ جائیں۔ (خطبات حکیم الاسلام ج ۲ ص ۹۸)

## قطب عالم شیخ العرب والعجم حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ کا ملفوظ

فرمایا کہ:

''ایک شامی جن کا نام سید احمد تھا یہاں مکہ شریف میں حضرت مہدی آخرالزمان کے انتظار میں مقیم تھے کیونکہ انکے مرشد نے ان کو خبر دی تھی کہ کچھ دن کے بعد حضرت مہدی ظاہر ہونے والے ہیں۔ اب ان کے بھائی سید محمد اس انتظار میں مکہ شریف میں ٹھرے ہوئے ہیں اور مجھ سے ملتے رہتے ہیں اور ظہور مہدی کے اخبار و آثار سناتے رہتے ہیں۔ سید احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم آپکو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔ ''انصرنی انصرک'' پھر حضور مجھ سے فرماتے ہیں کہ حاجی امداداللہ صاحب مہاجر ہندی کے پاس ایک ہندی تلوار ہے تم ان سے وہ تلوار لے کر امام مہدی کے مددگار بنو۔

میں نے انکے خواب کے مطابق وہ تلوار مولوی منور علی صاحب کے ذریعہ ان کو بھجوائی مگر اس اثنا میں سید احمد صاحب شامی کسی وجہ سے مکہ شریف سے نکال دیے گئے اس طرح وہ تلوار ان تک نہ پہنچ سکی۔

حضرت حاجی امداداللہ صاحب آگے فرماتے ہیں کہ:

''مکہ شریف میں بہت سے بزرگ ہیں جنکا دعویٰ ہے کہ ہم مہدی آخرالزمان ہوں گے اور بعض ظہور مہدی کے انتظار میں بیٹھے ہیں ان میں ایک سید علی بغدادی ہیں۔ وہ اکثر ہمارے پاس آمد و رفت رکھتے تھے ان کے کشف و کرامت اہل مکہ میں بہت مشہور ہیں۔ ان کے حساب سے امام مہدی کے ظہور میں ایک یا دو سال باقی ہیں۔ انھوں نے امام مہدی کو رکن



یمانی کے پاس نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے اور ان سے مصافحہ بھی کیا ہے کہتے ہیں اس وقت امام مہدی کی عمر چالیس سال معلوم ہوتی تھے۔ سید صاحب کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق مہدی کے انتظار میں مکہ شریف میں مقیم ہوں۔''

(شمائم امدادیہ)

قارئین حضرات قطب عالم شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مدنی اپنے زمانے کے جیسا کہ سب جانتے ہیں ولی کامل اور مقرب بارگاہ خداوندی میں سے تھے اور جن بزرگ کے حالات حاجی صاحب نے بیان فرمائے ہیں۔ وہ بھی یقیناً بلند روحانی مراتب پر فائز ہوں گے جیسا کہ حاجی صاحب نے فرمایا کہ سید علی بغدادی کے کشف و کرامات کا چرچہ مکہ شریف میں مشہور ہے مگر یہ تمام بلند مقامات رکھنے کے باوجود ان حضرات کا کوئی خواب کوئی کشف کوئی الہام سچا ثابت نہیں ہوا۔ سید علی بغدادی کا یہ کہنا کہ انھوں نے مہدی علیہ السلام کو رکن یمانی کے پاس نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور ان سے مصافحہ کیا یہ ان کا کشف ہوگا ورنہ مہدی علیہ السلام کی پہچان کے متعلق روایات میں مختلف واقعات لکھے ہوئے ہیں اور رہے وہ خواب جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ کو دیکھا اور سنا وہ ان حضرات کی قوت سامعہ خیالیہ اور ظہور مہدی کی طرف قلبی وروحی میلان کا عکس ہے ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی کوئی خبر نہیں دے سکتے جو واقع نہ ہو آپ کے دہن شریف سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔

یہ تمام اندازے ظہور مہدی کے متعلق جو ان بزرگوں نے لگائے اور وقوع میں نہیں آئے آج سے تقریباً ڈیڑھ سو برس پہلے کے ہیں۔

# اسم ھادی کی تجلیات سے مغلوب بزرگ

حضرت حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکی اپنے اس ملفوظ فرماتے ہیں:

''اکثر لوگ مہدی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور پہلے زمانے میں بھی لوگوں نے کیا ہے اس میں بعض لوگ تو بالکل جھوٹے ہوتے ہیں اور بعض لوگ معذور ہوتے دراصل ان کو ''سیر اسماء'' میں یہ دھوکہ ہوجاتا ہے کہ وہ مہدی ہیں۔ خاندان چشتیہ میں ''سیر اسماء'' سے منع کیا ہے بلکہ شیخ کامل اپنے مرید کو سیر اسماء سے نکال لیتا ہے۔ اس خاندان میں صرف تین سیر ہیں:

(۱) سیر الی اللہ

(۲) سیر فی اللہ

(۳) سیر من اللہ

مگر دوسرے خاندانوں میں سیر اسماء کے مراقبے تعلیم کیے جاتے ہیں چنانچہ سیر اسم ھادی میں اکثر یہ غلطی واقع ہوجاتی ہے۔ چونکہ سیر اسم ھادی میں سالک پر جب اسم ھادی کی تجلیات کا غلبہ ہوتا ہے تو وہ گمان کرنے لگتا ہے کہ میں ہی مہدی ہوں۔ اس سلسلے میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب ''زاد المتقین'' میں ایک بڑا دلچسپ واقعہ اپنے دادا پیر شیخ علی متقی صاحب کنز الاعمال کے متعلق لکھا ہے کہ آخر عمر میں جب لوگ ان کی وفات کی توقع کررہے تھے ان پر اچانک ایک حالات طاری ہوتی اور وہ خود کو مہدی موعود کہنے لگے۔''



# شیخ علی متقی کا دعوائے مہدویت

شیخ علی متقی کے عجیب وغریب حالات میں سے ان کا مہدی ہونے دعویٰ کرنا ہے جو وقتی غلبہ (اسم ھادی کی تجلیات) اور حالت سکر کی وجہ سے ظہور پذیر ہوا تھا۔ اس حالت کا ظاہر ہونا غالب رہنا اور کچھ دیر تک باقی رہنا صرف آدھے دن کا قصہ ہے۔ یہ حالت چاشت کے وقت ظاہر ہوئی اور دن کے آخری حصہ میں شیخ کو موصوف اپنی اصلی حالت پر آگئے۔ اس واقعہ کی تفصیل فقیر نے (شیخ عبدالحق دہلوی نے) شیخ عبدالوہاب متقی کی زبانی سنی ہے۔ چنانچہ ایک دن اس حالت کی کیفیت کے متعلق ان کی خدمت میں سوال کیا گیا تو فرمایا ایک بات تھی جو ہوگئی۔ پھر فقیر کو اس کے متعلق بات کرنے کی ہمت نہیں ہوئی لیکن شیخ حمید محدث نے بعد میں واقعہ کو تفصیل سے بیان کیا وہ اس کے چشم دید گواہ تھے اور اس وقت شیخ کی خدمت میں حاضر تھے انھوں نے بیان کیا:

جس وقت شیخ متقی سخت ترین مرض میں مبتلا تھے اور وہ مرض اس قدر بڑھ گیا تھا کہ شیخ کی زندگی کی امید بھی جاتی رہی تھی اور لوگ میت کے شرعی مراسم ادا کرنے کے لیے جمع ہورہے تھے کہ اچانک شیخ متقی پر ایک عجیب حالت طاری ہوگئی۔ خادم کو بلایا اور کہا اے فلاں تو گواہی دے کہ ہم جو کچھ کہتے ہیں اس میں ہم سچے ہیں اس نے کہا جی میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ جو کچھ ارشاد فرمارہے اور خبر دے رہے ہیں اس میں آپ سچے ہیں آپ سے ہم نے کبھی جھوٹ بات نہیں سنی۔

شیخ کہنے لگے میں مہدی آخر الزمان ہوں تو تصدیق کر۔ خادم نے کہا میں تصدیق

کرتا ہوں اور قبول کرتا ہوں۔ فرمایا عبدالقادر فاکہی کو بلاؤ (شیخ فاکہی مکہ کے بڑے لوگوں اور مشہور علماء میں سے تھا) اسے بلوایا گیا شیخ نے اس کو دیکھ کر کہا اے عبدالقادر تم شہادت دیتے ہو کہ ہم سچے ہیں اور ہم مہدی موعود ہیں عبدالقادر کہنے لگے میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ سچے ہیں اور مہدی موعود ہیں۔ پھر بستر سے اٹھے اور جلدی کی گویا کمزوری اور بیماری آپ میں تھی ہی نہیں حالانکہ اس سے پہلے کمزوری اور بیماری کی وجہ سے بستر پر پڑے تھے اور زندگی کی بس ایک رمق باقی تھی۔ حرکت کرنا اور ہلنا جلنا تک مشکل تھا کہ ایک دم کھڑے ہوگئے اور ٹھنڈے پانی سے اچھی طرح غسل کیا سفید لباس زیب تن فرمایا۔ عمامہ سر پر رکھا۔ لاٹھی ہاتھ میں پکڑی اور حرم شریف کی طرف رواں دواں ہوگئے اور اتنا تیز کہ ہوا کی طرح اڑنے لگے کسی میں طاقت نہ تھی کہ انکے ساتھ چل سکے۔ حرم شریف میں داخل ہوئے۔ جمعہ کے دن صبح کا وقت تھا۔ بہت سے لوگ دعاؤں اور گریہ وزاری میں مصروف تھے کہ آپ نے بلند آواز میں کہا:

"انا المہدی الموعود انا المہدی الموعود"

میں مہدی موعود ہوں میں ہی مہدی موعود ہوں۔ تمام حاضرین حیران رہ گئے کہ یہ کیا معاملہ ہے کیا حالت ہے کہ شیخ علی متقی جیسا فرشتہ صفت آدمی اس پرہیز گاری اور تقویٰ کے ہوتے ہوئے مہدی کا دعویٰ کرتا ہے۔

اصف خان گجراتی ظاہر بیٹوں میں سے تھا گھبرا گیا اور لوگوں سے کہا انھیں گوشے میں بٹھائیں شیخ ان لوگوں ے ہاتھوں سے نکل کر شیخ ابوالحسنبکر ی (مکہ شریف کے اللہ کے ولی) کے پاس گئے۔ وہ بھی حیران و پریشان کہ اس وقت تو لوگ ان کی وفات کے منتظر تھے



اتنی قوت اور بہادری کہاں سے آگئی وہ سمجھ گئے آج شیخ علی متقی کسی دوسرے عالم میں ہیں۔

عشق ہر جا کہ سر پر افرازد
پیر صد سالہ را جواں سازد

عشق جس جگہ بھی بال و پر نکالتا ہے سو سال کے بوڑھے کو بھی جوان بنا دیتا ہے۔

شیخ ابوالحسن بکری شیخ متقی کی عزت افزائی کے لیے کھڑے ہوگئے ورنہ ملاقات کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب شیخ متقی شیخ ابوالحسن بکری کے پاس مذاکرہ حدیث کے لیے جاتے تھے تو شیخ ابوالحسن مسند سے اتر کر نیچے بیٹھ جاتے تھے آج ان کو مسند کے اوپر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ اوپر بیٹھے اور فرمایا آج ہم اوپر بیٹھیں گے بہت اچھا دن ہے ہماری عزت و سرفرازی کا۔ آج ہماری حکمرانی اور مرتبہ و منصب کا دن ہے۔ شیخ تم گواہی دو کہ میں مہدی ہوں شیخ بکری نے فوراً کہا ہم گواہی دیتے ہیں اور آپکی تصدیق کرتے ہیں۔ اسکے بعد شیخ متقی نے اپنا رخ شیخ بکری کے فرزند کی طرف کر کے ان سے بھی شہادت چاہی انھوں نے کچھ توقف کیا تو ان کے والد نے کہا بیٹے سوچ بچار نہ کرو ان کی تصدیق کرو کہ یہ شخص صاحب سنت ہے۔

من نمی گویم انا الحق یار می گوید بگو
چوں نگو ہم چوں مرا دلدار می گوید بگو

میں انا الحق نہیں کہتا یار کہتا ہے جب میں نہیں کہتا تو میرا دلدار کہتا ہے کہو۔

اس کے بعد فرمایا خبردار ہم لوگوں کو اس لیے بلاتے ہیں کہ ہمیں قوت و شوکت حاصل ہوجائے اور اس سے ہم کلمۃ اللہ کے اظہار کے قابل ہوجائیں شیخ ابوالحسن نے خادموں کی طرف اشارہ کیا کہ گھر کا دروازہ بند کردیں۔ شیخ متقی اس بات کو سمجھ گئے انھوں نے جلد اپنے

آپ کو دروازے سے باہر نکالا اور فرمایا بادشاہ کے پاس چلو جو شاہ روم کی طرف سے آیا ہوا ہے اس کو دعوت دیں گے چنانچہ اس کے گھر کا رخ کیا حالانکہ اس کا گھر کبھی دیکھا تک نہ تھا اور اس راستے پر بھی کبھی گئے نہ تھے مگر راستہ ہی میں ان کے قدم اپنے گھر کی طرف بڑھتے گئے۔ گھر میں داخل ہو کر بستر پر پڑ گئے اور ایسے سوتے کہ آدھی رات تک انہیں اس عالم کی خبر تک نہیں رہی آدھی رات کے بعد جاگے اور خادم کو بلایا اور پوچھا تجھے کچھ معلوم ہے کہ آج ہم سے کن باتوں کا ظہور ہوا ہے کچھنا وہ سب کیا تھا اس نے کہا حضور وہ سب آپ پر روشن ہے پھر کہنے لگے جو میں نے کہا اور کیا اس سے باز آتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔ پھر تجدید توبہ کی استغفار کیا۔ یہ خبر جب شیخ ابوالحسن بکری کو پہنچی تو وہ ننگے پاؤں جلدی سے شیخ کے مکان پر آ کے مبارکباد دی اور بہت خوش ہوئے اور اس واقعہ کے بعد شیخ متقی نے مہدویہ کے رد میں اور اس گمراہ فرقے کے فساد عقیدہ کی تردید میں رسالے لکھے۔

چنانچہ گجرات میں مہدی فرقے (سید محمد جونپوری کی جماعت) کا زور ہوا تو شیخ علی متقی مکہ مکرمہ سے سید محمد جونپوری کا رد کرنے گجرات آئے۔ سید محمد جونپوری ان کی آمد کی خبر سکر ٹھٹہ روانہ ہو گئے۔ شیخ علی متقی نے ''علامات مہدی'' کے عنوان سے ایک رسالہ تحریر کیا جس میں ثابت کیا گیا کہ مہدی موعود کی علامات سید محمد جونپوری میں نہیں پائی جاتیں۔ انھوں نے رسالہ کے آخر میں حرمین شریفین کے ساٹھ جید علماء کی رائے بھی دی ہیں جن کے نزدیک سید محمد جونپوری کاذب اور مبطل تھا۔ شیخ وجیہ الدین خلیفہ ارشد شیخ محمد غوث گوالیاری شیخ علی متقی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ شیخ علی متقی انسان کی شکل میں فرشتہ تھے ان جیسا متقی دنیا میں پیدا ہونا محال ہے۔



## محمد بن عبداللہ قحطان کا دعویٰ مہدیت

یہ ہمارے زمانے کی بات بہت سے عینی شاہد اس واقعہ کے شاید ابھی پاکستان میں بھی زندہ ہوں یہ غالباً ۱۴۰۰ھ کا آغاز تھا کہ ایک جماعت محمد بن عبداللہ قحطانی ایک شخص کی قیادت میں حرم مکہ میں گھس گئی اور سب دروازے بند کر کے اس پر قبضہ کر لیا اس وقت لوگ نماز فجر ادا کر رہے تھے۔ جیسے ہی نماز ختم ہوئی کہ اس جماعت کا ایک آدمی زوردار آواز میں اعلان کرنے لگا ''اللہ اکبر مہدی موعود کا ظہور ہو چکا ہے'' پھر مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے بار بار یہ اعلان کرتے رہے ان کا دعویٰ تھا کہ عبداللہ قحطانی ہی وہ مہدی ہے جس کے بارے میں احادیث وارد ہوئی ہیں۔ وہ کہتے تھے کہ اس بارے میں اس تواتر سے رؤیا صالحہ دیکھی گئی ہیں کہ ان کا ظن یقین میں بدل گیا ہے۔ پھر انھوں نے رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان عبداللہ کے ہاتھ پر بیعت کرنا شروع کی۔

اس دوران حکومت کو خبر لگ گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے حرم شریف کے اندر گولیوں کا تبادلہ ہونے لگا اور پر ہوائی جہاز منڈلانے لگے اور ان میناروں پر گولہ باری ہونے لگی جن میں جماعت کے مسلح لوگوں نے مورچے بنائے ہوئے تھے۔ کئی روز تک حکومت اور جماعت کے لوگوں کے درمیان گولیاں چلتی رہیں بہت سے بے گناہ حاجی شہید ہو گئے آخر کار جماعت کے لوگوں نے ہتھیار ڈال دیے عبداللہ قحطانی قتل کر دیا گیا اور بعد میں جماعت کے سارے لوگوں کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

# وہ جنہوں نے دعویٰ مہدیت کیا بعد میں تائب ہو گئے

## اویس رومی

ملا علی قاری نے کتاب ''المشرب الوردی فی مذہب المہدی'' میں جو انھوں نے ۹۶۵ھ میں مکہ مکرمہ میں تالیف کی تھی لکھا ہے کہ ایک شیخ نے جس کا نام اویس تھا سلطان بایزید (ترکی) کے عہد سلطنت میں مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اس کے ۸۰ خلیفہ تھے۔ ایک دن اس نے تمام خلفاء کو جمع کیا اور ان سے کہا کہ مجھے اپنے کشف سے ایسا معلوم ہوتا ہے (اسم ھادی کے تجلیات کا غلبہ) کہ جس مہدی موعود کا تذکرہ حدیث شریف میں آیا ہے وہ میں ہوں۔ تم لوگ بھی صاحبان باطن ہو لہٰذا اپنے باطن کی طرف توجہ کرو اور مراقب ہو کر جو میرے متعلق تم پر ظاہر ہو وہ مجھے بتادو۔

تمام خلفاء مراقب ہو گئے اور کچھ دیر کے بعد آ کر بولے ہمارے نزدیک آپ اپنے دعوے میں سچے ہیں۔ کچھ خلفاء نے یہ واقعہ سلطان بایزید سے بیان کیا۔ سلطان نہایت انصاف پسند اور دیندار بادشاہ تھا اس لیے اس معاملے کی تحقیق کو ضروری سمجھا اور وہ اس سلسلے میں کوئی قدم اٹھاتا اس سے پہلے ہی شیخ اویس رومی کو اپنے دعوے کے متعلق شک ہونے لگا جب اس نے صدق دل سے از سر نو اپنے باطن کی طرف توجہ کی تو معلوم ہوا کہ وہ الہام ربانی نہ تھا بلکہ القائے شیطانی تھا۔

اس نے فوراً دعوائے مہدیت سے رجوع کیا۔ توبہ کی اور اپنے تمام خلفاء کو بھی اس بات سے آگاہ کر دیا سلطان بایزید کو جب یہ خبر ملی تو بہت خوش ہوا۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے شیخ کے خلوص اور حسن نیت کی برکت سے اسے شیطان کے پنجہ اغوا سے نجات بخشی۔



# شیخ عبداللہ نیازی

شیخ عبداللہ نیازی حضرت شیخ سلیم چشتیؒ کے مرید اور خلیفہ تھے آپ ہی نے خدا شناسی کی آنکھیں روشن کی تھیں۔ عبداللہ نیازی کی حج سے واپس پر سید محمد جونپوری کے کسی خلیفہ سے ملاقات ہوئی اور اس سے متاثر ہو کر مہدی مذہب قبول کر لیا۔ یہ بات انھوں نے اپنے شیخ حضرت سلیم چشتی کو بھی نہیں بتائی اگر وہ ایسا کر لیتے یا کم از کم اپنے شبہات ان کے سامنے پیش کرتے تو اس گمراہی سے بچ جاتے۔

شیخ عبداللہ نے مہدوی مذہب اختیار کر کے قصبہ بیانہ ریاست جے پور میں آبادی سے دور ایک باغ کے پاس سکونت اختیار کی۔ دل عشق و محبت کی حرارت سے گداز اور تصوف سے فطری لگاؤ تھا اس لیے ایک بدعتی فرقے میں داخل ہو جانے کے باوجود بے نفسی کی اب تک یہ حالت تھی کہ خود حوض سے پانی کے گھڑے بھر کر سر پر اٹھا کر لوگوں کے وضو کے لیے لاتے اور راہ گیروں کسانوں، اور دوسرے لوگوں کو جو وہاں آنکلتے جمع کر کے نماز با جماعت ادا کرتے اگر کسی کو ان کے ساتھ نماز پڑھنے میں تردّد ہوتا تو اس کی تالیف قلب کے لیے کچھ اپنے پاس سے دے کر اپنے ساتھ نماز پڑھنے کی ترغیب دیتے۔

سلطان سلیم شاہ بن شیر شاہ نیازیوں کا فتنہ دفع کرنے کے لیے آگرہ سے پنجاب کی طرف روانہ ہوا جب بیانہ کے قریب پہنچا تو مخدوم الملک مولانا عبداللہ سلطان پوری نے بادشاہ سے کہا کہ فتنہ صغیر یعنی شیخ علائی سے تو کچھ مدت کے نجات ملی لیکن فتنہ کبیرہ یعنی شیخ عبداللہ نیازی جو شیخ علائی کا پیر اور نیازیوں کا سربراہ ہے ابھی تک سلطنت کو آنکھیں دکھا رہا ہے۔ سلطان سلیم شاہ نیازیوں کے خون کا پیاسا تھا۔

یہ سن کر اس کی آتش غیظ شعلہ زن ہوئی اور حاکم بیانہ کو جو شیخ عبداللہ نیازی کا مرید تھا حکم دیا کہ وہ شیخ عبداللہ نیازی کو حاضر کرے۔

حاکم بیانہ شیخ نیازی کے پاس گیا اور کہنے لگا میری رائے یہ ہے کہ آپ یہاں سے کسی اور جانب نکل جائیں میں بادشاہ سے کوئی بہانہ کردوں گا۔ شاید بادشاہ کو دوبارہ اس طرف آنے کا اتفاق نہ ہو اور وہ آپ کو بھول جائے لیکن شیخ نے اس کی تجویز کو پسند نہیں کیا اور کہا کہ بادشاہ غیور ہے اگر میں زیادہ دور چلا گیا اور پھر میری طلبی ہوئی تو زیادہ پریشانی کا سامنا ہوگا۔ بادشاہ ابھی دس کوس کے فاصلہ پر ہے اس لیے بہتر یہ کہ ابھی جا کر ملاقات کرلوں۔ مرضی مولا تو۔ یہاں اور وہاں حال اور مستقبل سب میں یکساں ہے۔ غرض حاکم بیانہ کے ہمراہ شیخ نیازی بادشاہ کے سامنے آئے بادشاہ اس وقت کوچ کے لیے اپنے گھوڑے پر سوار ہو چکا تھا۔ شیخ نیازی بے باکانہ گردن اٹھائے بادشاہ کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور کہا اسلام علیک۔ حاکم بیانہ نے جو شیخ کو بادشاہ کے غضب سے بچانا چاہتا تھا شیخ کی گردن پکڑ کر پیچھے جھکاری اور کہنے لگا بادشاہ کو اس طرح سلام کرتے ہیں شیخ نیازی بولے میں تو سلام مسنون کا پابند ہوں اس کے سوا میں اور کوئی سلام نہیں جانتا۔

بادشاہ نے غصہ سے حکم دیا اس کی پٹائی کرو۔ جب تک حواس بجا رہے شیخ یہ آیت پڑھتے رہیں "ربنا اغفر لنا ذنوبنا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین" سلیم شاہ نے پوچھا کیا کہہ رہا ہے۔ مخدوم الملک نے جواب دیا آپ کو اور مجھے کافر کہہ رہا ہے۔ بادشاہ نے طیش میں آکر مزید زدوکوب کرنے کا حکم دے کر لشکر سمیت روانہ ہوا اور لوگ شیخ نیازی کو بے ہوش کی حالت میں اٹھا کر لے گئے۔



شیخ عبداللہ نیازی نے بیانہ سے رخصت ہو کر جہاں گردی اختیار کی۔ اور عرصے تک اطراف واکناف عالم کی سیاحت کرتے رہے لیکن انجام کار توفیق الہی نے اخر عمر میں مہدویت سے تائب کر کے اہل حق کی صف میں لا کھڑا کیا اور سرہند میں گوشہ نشین ہو کر یاد الہی میں مصروف ہوئے۔

کچھ عرصے کے بعد اکبر بادشاہ نے شیخ عبداللہ کو سرہند سے اپنے پاس بلایا اور کچھ عرصے ان کی صحبت میں رہا بادشاہ نے شیخ سے ان کے مہدوی ہونے کے متعلق دریافت کیا انھوں نے اس مذہب سے اپنی براءت ظاہر کی اور کہا کہ ابتداء میں مجھے اس فرقے کی کچھ باتیں بظاہر بہت اچھی معلوم ہوئیں لیکن کچھ زمانے کے بعد جب حقیقت حال منکشف ہوئی تو میں بیزار ہو کر تائب ہو گیا۔ بادشاہ نے ان کو عزت واحترام کے ساتھ رخصت کیا۔

اس کے بعد جب اکبر بادشاہ عازم اٹک ہوا تو سرہند پہنچ کر شیخ عبداللہ نیازی سے دوبارہ ملا اور کچھ زمین مدد معاش کے طور پر دینا چاہی لیکن شیخ نے انکار کیا۔ اکبر نے زبردستی ایک قطعہ زمین ان کے نام کردیا لیکن شیخ کی ہمت بلند تھی اس لیے خود کبھی اس زمین سے فائدہ نہیں اٹھایا اور ساری عمر توکل اور قناعت پسندی میں گذاری آخر ۱۰۰۰ھ میں نوے سال کی عمر میں موت سے ہم آغوش ہو گئے۔

## احمد بن عبداللہ ملثم

یہ شخص ۶۵۸ھ میں قاہرہ مصر میں پیدا ہوا جب بڑا ہوا تو ابتداء کی تعلیم کے بعد شیخ تقی الدین ابن دقیق کی خدمت میں فقہ شافعی کی تحصیل اور سماع حدیث میں مشغول ہوا۔ بیس سال شیخ تقی الدین کے حلقہ درس میں حدیث نبوی سنتا رہا علاوہ ازیں انماطی سے صحیح

مسلم اور شیخ تقی الدین سے متعدد بڑی بڑی کتابیں سنیں۔ ظاہر علوم کی تکمیل کے بعد اس نے عبادت وریاضت کا طریقہ اختیار کیا۔

جو شخص عبادت ریاضت اور مجاہدات کا طریقہ اختیار کرتا ہے ابلیس کی طرف سے اس کو اپنا آلہ کار بنانے کی تدبیریں شروع ہو جاتی ہیں۔ ابلیس کا لشکر مختلف نوری شکلوں میں رونما ہوتا ہے اور طرح طرح کے سبز باغ دکھا کر اور مدارج علیا کے مژدے سنا کر راہ حق سے بھٹکانے کی کوشش کرتا ہے۔ ایسی حالت میں اگر کسی مسیحا نفس مرشد کامل کا سایہ سر پر ہو تو عابد شیطانی چالوں سے محفوظ رہتا ہے۔ ورنہ وہ ایسی بُری پٹخنی دیتا ہے کہ عابد صراط مستقیم کی حبل متین کو ہاتھ سے چھوڑ کر ہلاکت کے اسفل السافلین میں جا پڑتا ہے۔

اگر کسی عابد کو کوئی شیخ نہ ہوا تو ابلیس کے لشکر سے محفوظ رہنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ وہ کتاب وسنت اور مسلک سلف صالح کی میزان حق کو مضبوطی سے تھامے رہے اور ہر چیز کو اسی کوٹی پر رکھے اور اپنے تمام الہامات اور انکشافات کو اسی عینک سے دیکھے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ بہت سے عابد نوری شکلیں دیکھتے اور طرح طرح کی دل آویز آوازیں سنتے ہیں تو اپنی عقل کی پونجی کھو بیٹھتے ہیں اور کتاب وسنت اور مسلک سلف صالح کے معیار حق کو بھول کر اپنی بدبختی سے کٹھ پتلی کی طرح ان کے سامنے ناچنے لگتے ہیں۔ جب عبداللہ قشم پر شیطان کا حملہ ہوا تو عام عباد کی طرح اس کا مزاج بھی اعتدال سے ہٹ گیا چنانچہ لمبے چوڑے دعوے کرنے لگا پہلے کہا میں نے خداوند عالم کو بار ہا خواب میں دیکھا ہے یہ تو خیر کچھ بعید نہ تھا کیونکہ اہل اللہ رب العالمین کو خواب میں بے کیف دیکھا کرتے ہیں لیکن اس کے بعد اس نے یہ رٹ لگانی شروع کی کہ مجھے حالت بیداری میں ساتوں آسمانوں کی سیر کرائی گئی



اور آسمانوں کو عبور کر کے میں سدرۃ المنتہیٰ تک اور وہاں سے عرش اعظم تک پہنچا اس وقت جبرئیل امین اور ملائکہ کا ایک جم غفیر میرے ساتھ تھا۔ خدا تعالیٰ مجھ سے ہم کلام ہوا اور مجھے بتایا کہ تم مہدی ہو۔ ملائکہ نے مجھے بڑی بڑی بشارتیں دیں اور خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ملاقات فرمائی اور فرمایا تم میرے فرزند ہو اور تم ہی مہدی موعود ہو۔ آپ نے مجھے حکم دیا کہ اپنے مہدی ہونے کا اعلان کرو اور لوگوں کو حق کی طرف دعوت دو۔

جب احمد کے ان بلند بانگ دعووں کی شہرت ہوئی تو قاہرہ کے حاکم نے اس کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے قید خانے میں جا کر اس کا گلا گھونٹنے کی کوشش کی تو اس کا ہاتھ خشک ہو گیا۔ اس دوران اس کے استاد شیخ تقی الدین ابن دقیق اس کے پاس گئے تو دیکھا کہ اس نے پانی کا گھڑا اور کھانے کے برتن توڑ دیے ہیں اور لوگوں پر حملہ آور ہو رہا ہے قاضی صاحب نے اس کو دیوانہ قرار دے کر رہا کرا دیا جب شیخ نصیر کو اس کی اطلاع ملی تو وہ سخت ناراض ہوئے اور بیبرس سے جو اس کا معتقد تھا اس کی شکایت کی اور مشورہ کیا کہ زہر دے کر اس کو مار دیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا مگر اس پر کچھ اثر نہیں ہوا۔ اس کے بعد اس کو پاگل خانے میں بھیج دیا گیا وہاں بھی اس کو زہر دیا گیا مگر اس پر کچھ اثر نہ ہوا وہی چیز ایک واجب القتل قیدی کو پلائی گئی تو وہ فوراً ہلاک ہو گیا۔

لیکن مقام مسرت ہے کہ کچھ زمانے کے بعد حق تعالیٰ نے اس کو توبہ کی توفیق عطا فرمائی۔ یہ کیوں کر ہوا یہ معلوم نہ ہو سکا۔ اس نے اعلان کر دیا کہ میں وہ مہدی نہیں ہوں جن کے ظہور کی خبر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے بلکہ میں صرف اس معنی میں مہدی ہو کہ اللہ نے مجھے ہدایت دی ہے۔ اسی سال کی عمر میں اس کا انتقال ہوا۔

## سید محمد نور بخش جونپوری

سید محمد نور بخش جونپوری مغلوب الحال اولیاء میں سے تھے۔ ایک مرتبہ انھوں نے علم حال و وجد میں میں دیکھا کہ ایک شخص ان سے خطاب کر رہا ہے انت مہدی یعنی تو مہدی ہے وہ اس خطاب کو منجانب اللہ سمجھ کر مہدی ہونے کا دعویٰ کر بیٹھے اور یہ کہنا شروع کیا کہ میں وہی ہوں جس کی بشارت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے اور کچھ زمانے تک اس دعوے پر قائم رہے۔ ہزار ہا لوگوں نے ان کو مہدی تسلیم کر لیا۔ پھر جب وہ حج بیت اللہ کے لیے روانہ ہوئے تو اثنائے راہ میں ان پر یہ حقیقت آشکارا ہوئی کہ وہ مہدی موعود نہیں ہیں بلکہ مہدی اس معنٰی میں ہیں کہ لوگوں کو خدا کی طرف دعوت دینے اور ان کی رہنمائی میں ھدایت یافتہ ہیں۔ اس کشف کے بعد وہ اپنے مہدی ہونے کے دعوے سے تائب ہوئے اور اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں کو بھی ہدایت کی وہ اس اعتقاد سے توبہ کریں اور کہا سفر حج سے واپس ہو کر میں اعلان عام کر دوں گا کہ مجھ سے غلطی ہوئی اور میں مہدی موعود نہیں ہوں مگر انکا وقت قریب تھا چنانچہ اثنائے سفر میں ہی سفر آخرت اختیار کیا۔ وہ مرید جو سفر میں ساتھ تھے انھوں نے آ کر اعلان کیا کہ سید محمد نور بخش نے اپنی وفات سے پہلے دعویٰ مہدیت سے توبہ کر لی تھی بعض لوگ اس عقیدے سے تائب ہوئے اور بعض پہلے عقیدے پر اڑے رہے۔ مؤخر الذکر جماعت کو ''نور بخشیہ'' کہتے ہیں۔

## وہ لوگ جو مہدی کی حیثیت سے ساری دنیا میں مشہور ہوئے

تاریخ میں دو نام اور دو شخصیتیں ایسی ملتی ہے جنھوں نے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور ہزار ہا لوگوں نے ان کو مہدی تسلیم کر لیا دونوں اس عقیدے پر آخر تک جمے رہے اور



اسی پر فوت ہوئے اس میں ایک تھے سید محمد جونپوری اور دوسرے تھے محمد احمد المعروف بہ مہدی سوڈانی۔ دونوں دعویداروں کے حالات بڑی تفصیل سے تاریخ کی کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں ہم یہاں قارئین حضرات کی معلومات میں اضافے کی غرض سے ان کی خاص خاص باتیں مختصر کر کے پیش کرتے ہیں۔

## محمد احمد مہدی سوڈانی

محمد احمد سوڈانی ١٨٤٨ء دریائے نیل کے قریب موضع جنگ میں پیدا ہوئے باپ کا نام عبداللہ اور ماں کا نام آمنہ بتایا جاتا ہے۔ بارہ برس کی عمر میں قرآن شریف حفظ کیا پھر خرطوم میں دینی علوم کی تحصیل کرتا رہا۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر پر سختی سے عمل کرتا تھا اس جراءت اور حق گوئی کی بدولت عوام میں اس کو ایسی مقبولیت حاصل ہوگئی کہ بڑے بڑے اصحاب ثروت واقتداء کی جبین نیاز اس کے سامنے جھکنے پر مجبور ہوئی یہاں تک کے بخارا کے شیوخ نے جو اپنے برابر دُنیا میں کسی کو کچھ نہیں سمجھتے تھے بڑے فخر سے اپنی لڑکیاں عقد ازواج کے لیے پیش کیں۔

محمد احمد نے سوڈان کے تمام ممتاز لوگوں کے نام اس مضمون کے خط بھیجنے شروع کیے جس مہدی موعود کے آنے کی حدیث میں بشارت ہے، وہ میں ہوں۔ مجھے حکم ملا ہے کہ معاشرے کی خرابیوں کو دور کر کے دنیا کو عدال انصاف سے بھر دوں۔ محمد احمد نے رمضان میں مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور تھوڑے ہی عرصے میں سوڈان اور مصر میں اس کو طوطی بولنے لگا۔

محمد احمد نے جہاد فی سبیل اللہ کی دعوت دی تو لوگ جوق در جوق اس میں شرکت کی غرض سے آنے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک بڑا لشکر تیار ہو گیا۔ یہ سب حالات دیکھ کر

حکومت کو پریشانی لاحق ہوئی اور سوڈان کے گورنر جنرل رؤف پاشا نے محمد احمد کو بلا کر بات کرنے کے لیے اپنا آدمی بھیجا مگر محمد نے آنے سے انکار کر دیا یہاں سے حکومت اور مہدی سوڈانی کے درمیان لڑائیوں کا آغاز ہوا اور ہر جنگ میں محمد احمد کو فتح نصیب ہوتی رہی۔

**پہلی جنگ:** رؤف پاشا نے حکومت مصر کی منظوری سے تین سو سپاہی دو عدد توپوں کے ساتھ ایک جنگی جہاز سے روانہ کیے جنگ شروع ہوئی۔ توپ دار کو گولے داغنے کا حکم ملا مگر وہ محمد احمد کی مقدس صورت دیکھ کر سہم گیا اور ہوا میں فائر کرنے لگا تھوڑے عرصے میں حکومت کی فوج اس طرح شکست سے دوچار ہوئی کہ ایک آدمی بھی زندہ نہیں بچا۔

**دوسری جنگ:** چودہ سو سپاہیوں کا ایک لشکر محمد احمد کی تلاش میں ایک پہاڑی علاقے میں گیا اور ایک مہینہ تک جنگلوں اور پہاڑوں میں ٹکریں مارتا رہا لیکن محمد احمد کا پتہ نہ پا سکا آخر اس تلاش اور جستجو میں بھوک پیاس کی شدت سے ہلاک ہو گیا۔

**تیسری اور چوتھی جنگ:** تاریخ میں دو جنگوں کا ذکر ہے مگر اس کی تفصیل نہیں تھی صرف اتنا لکھا ہے کہ یہ دونوں مہم ناکام رہیں بلکہ تمام فوجیں صفحۂ ہستی سے نابود ہو گئیں۔

**پانچویں جنگ:** ۱۸۸۱ء کو رشید بے ایک لشکر کے ساتھ محمد احمد کے خلاف لڑنے نکلا مگر یہ لشکر بھی شکست سے دوچار ہوا اور بہت سامان جنگ محمد احمد کے ہاتھ لگا۔

**چھٹی جنگ:** شلامی نامی ایک فوجی جرنل نے مہدی کے خلاف چھ ہزار کا لشکر تیار کیا اور ۱۸۸۲ء میں زبردست مقابلہ کے بعد یہ لشکر بھی شکست کھا گیا بہت کم لوگ زندہ بچے اور زبردست مال غنیمت اور سامان حرب محمد کے ہاتھ لگا۔

**ساتویں جنگ سے پہلے شکست پھر فتح؟** ۱۸۸۲ء کو مہدی نے شہر ابیض پر حملہ کیا شہر



پناہ چونکہ مضبوط اور مستحکم تھی اس لیے مہدی کی فوج کو پہلی مرتبہ سخت نقصان اٹھانا پڑا ہزار ہا آدمی ہلاک ہوئے جن میں اس کا بھائی محمد احمد بھی تھا بعد میں کمک ملنے کے بعد مہدی نے شہر کا محاصرہ کیا اور ان کی رسد کاٹ دی ساڑھے چار مہینے کے محاصرہ کے بعد شہر والوں نے تنگ آ کر خود کو مہدی کے سپرد کر دیا اس جنگ میں بھی کثیر تعداد میں سامان جنگ اور غلہ وغیرہ مہدی کے ہاتھ آیا اور مہدی کا ستارہ اقبال بلندی پر چمکنے لگا اور روزانہ ہزاروں آدمی اس کے حلقہ ارادت میں شامل ہونے لگے۔ اس کے مواعظ کا خلاصہ ترک دنیا اور رجوع الی اللہ تھا وہ خود بھی انتہاء درجہ کی زاہدانہ زندگی بسر کرتا تھا اس نے ۱۳۰۱ء میں عوام کے لیے ایک منشور (فرمان) شائع کیا جو سراسر قرآن وسنت کی تعلیمات پر مشتمل تھا۔

**مہدی سوڈانی کی فتوحات:** کامیابیاں اور لوگوں کی عقیدت مندی کو دیکھ کر سوڈان کے گورنر نے انگریزی حکومت کو رپورٹ دی ک اگر مہدی کے خلاف کوئی فوری کارروائی نہ کی گئی تو تمام ملک پر اس کا قبضہ ہو جائے گا۔

یہ رپورٹ پڑھ کر مصر اور انگلستان میں ہر طرف مایوسی چھا گئی آخر کار ایک انگریز سپہ سالار جنرل ہکس کے ماتحت ایک زبردست فوج جس کی تعداد گیارہ ہزار تھی مہدی کے مقابلے کے لیے نکلی۔

**آٹھویں جنگ:۔** مہدی کی فوج جنرل ہکس کے لشکر پر اس طرح حملہ آور ہوئی جیسے شیر اپنے شکار پر گرتا ہے۔ انگریزی فوج کی قواعد پریڈ اور توپیں کسی کام نہ آئیں اور مہدی کی فوج نے تمام انگریزی فوج کا صفایا کر دیا۔ جنرل ہکس اس کے تمام یورپی افسر مارے گئے تین سو آدمیوں کے سوا جو درختوں کے پیچھے یا لاشوں کے پیچھے چھپ گئے تھے زندہ بچے باقی

سب ہلاک ہو گئے۔

مہدی کی اس شاندار فتح سے لوگ اسے سچا مہدی سمجھ کر حصول سعادت کے لیے اس کی فوج میں داخل ہونے لگے۔ مہدی کا نام محمد والد کا نام عبداللہ اور والدہ کا نام آمنہ ہونے بھی لوگوں کا شک یقین میں بدل گیا۔

جنرل ہکس کی ہلاکت خیز شکست سے قاہرہ اور لندن میں سخت اداسی چھا گئی۔

**نویں جنگ:** انگریزی حکومت نے جنرل ویلنٹائن کی زیر قیادت پھر ایک زبردست لشکر تیار کر کے مہدی کے مقابلے کے لیے بھیجا جس کو مہدی کے ایک سپہ سالار عثمان دغنہ نے بارہ سو جان نثاروں کے ساتھ مل کر پسپا کر دیا جنرل ہیکر کے سوا تمام انگریز افسر مارے گئے۔ چار توپیں پانچ لاکھ کارتوس اور تین ہزار بندوقیں عثمان دغنہ کے ہاتھ غنیمت کے طور پر حاصل ہوئیں۔

**خرطوم کا محاصرہ:۔** مہدی سوڈانی کی مسلسل کامیابیوں اور فتح نے حکومت برطانیہ کو لرزہ براندام کر رکھا تھا۔ وزیراعظم برطانیہ مسٹر گلیڈ اسٹون نے جنرل گارڈن جو انتہائی زیرک اور تجربہ کار آدمی تھا خرطوم کا گورنر بنا کر بھیجا اور اس کے بعد لارڈ ولزلی کو حکم دیا کہ تم جا کر جنرل گارڈن اور سرکاری فوج کو کسی طرح خرطوم سے صحیح سلامت نکالنے کا بندوبست کرو اور اس کے بعد سوڈان کو خالی کر کے اس کی قسمت مہدی سوڈانی کے حوالے کر دی جائے کیونکہ مہدی کی قوت اس قدر بڑھ گئی کہ حکومت برطانیہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور سوڈان کو اس کے حوالے کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔

اسی اثنا میں مہدی کا لشکر خرطوم تک پہنچ گیا اور شہر کو محاصرہ میں لے لیا۔ محاصرہ کے



چار مہینے کے بعد جنرل گارڈن نے لارڈ ولزلی کو یہ پیغام بھیجا ”ہماری فوج قلت خوراک کی وجہ سے انتہائی پریشان اور مایوس ہو رہی ہے۔ تھوڑا بہت آٹا اور کچھ بسکٹ باقی رہ گئے ہیں جلد ہماری مدد کو آؤ“۔

جب محاصرے نے طول کھینچا اور خرطوم میں انگریزی فوج کی حالت انتہائی مایوس اور قنوطیت کے درجہ پر پہنچ گئی تو اہل شہر نے جو مہدی کی حمایت کا دم بھرتے تھے مہدی کو پیغام بھیجا کہ اب انگریزی فوج میں دم نہیں ہے اس لیے شہر پر فوراً حملہ کر دینا مناسب ہے چنانچہ مہدی خرطوم پر حملہ کر کے اپنی توپوں کے دہانے کھول دیے۔ جنرل گارڈن نے اپنی کوشش کی مگر شکست کھائی اور ۲۶ جنوری ۱۸۸۵ء کی رات کو مہدی کی فوج نے خرطوم پر قبضہ کر لیا کچھ سپاہیوں نے سرکاری کوٹھی میں گھس کر جنرل گارڈن کو قتل کر کے اس کا سر مہدی کو پیش کیا۔

قدرت کی کرشمہ سازیاں دیکھیے کہ وہ مغرور اور پرشکوہ سلطنت برطانیہ جو اپنے وقت کی واحد سپر پاور تھی جس کی فوجی طاقت اور جنگی حکمت عملی کا لوہا ساری دنیا مانتی ہے مہدی سے مسلسل شکستیں کھا کر کس طرح سوڈان خالی کرنے پر مجبور ہوئی جبکہ مہدی کے پاس نہ تو کافی سامان جنگ اور اسلحہ میسر تھا اور نہ جدید توپیں بلکہ اکثر لڑائیوں میں انھوں پرانی بندوقیں استعمال کیں لیکن زیادہ تر وہ نیزوں اور تلواروں ہی سے لڑتے رہے اور اس سے برطانیہ، ہندوستان، مصر اور آسٹریلیاں کی بہترین تربیت یافتہ فوجوں کے چھکے چھڑا دیے۔

**حرمین اور بیت المقدس پر نظریں:** جب خرطوم فتح ہو گیا اور انگریزی فوجیں سوڈان خالی کر کے مصر چلی آئیں تو ان لوگوں کو بھی محمد احمد کے مہدی موعود ہونے کا یقین ہو گا جو اب تک اس بارے میں شک میں مبتلا تھے کیونکہ وہ دیکھ رہے تھے کہ مہدی کے خلاف جو لشکر

بھی آیا وہ شکست کھا کر تباہ ہو گیا جس شہر کا اس نے محاصرہ کیا اسے فتح کیا۔

جرجی زیدان نے لکھا ہے کہ جب مہدی سوڈان کا حکمران ہو گیا تو بڑے بول بولنے لگا کہ میں جو کچھ کرتا ہوں حکم الٰہی سے کرتا ہوں اور کہتا تھا کہ عنقریب مشرق مغرب میں میری حکومت پھیل جائے گی اور روئے زمین کے ملوک وسلاطین میرے سامنے سرنیاز خم کریں گے۔ اس نے یہ بھی کہا تھا کہ میں عنقریب مکہ معظمہ مدینہ منورہ اور بیت المقدس کو فتح کروں گا پھر کوفہ جاؤں گا اس وقت میرا پیمانہ حیات لبریز ہو جائے گا اور کوفہ میرا مدفن بنے گا لیکن اس کا یہ خواب پورا نہ ہو سکا۔

مہدی کی موت: خرطوم کی فتح کے چند ہی مہینے کے بعد مہدی بخار یا چیچک میں مبتلا ہوا اور ۲۱ جون ۱۸۸۵ء کو ملک عدم روانہ ہو گیا اس وقت اس کی عمر کل ۳۷ سال تھی۔ اس واقعے سے شہر میں ایک کہرام مچ گیا ہزار ہا آدمی میں شریک ہوئے۔ اس کی قبر اس پلنگ کے نیچے بنائی گئی جس پر اس نے اپنی جان ملک الموت کے سپرد کی تھی۔

مہدی کا مقبرہ: مہدی کا مقبرہ ام درمان کی بہترین عمارت ہے۔ اس کا سنگ بنیاد مہدی کے خلیفہ عبداللہ کے ہاتھ سے رکھا گیا تھا۔ پتھر خرطوم سے لاکر دریائے نیل کے کنارے جمع کیے گئے تھے اس موقع پر تقریباً تیس ہزار آدمی جمع تھے۔ پہلے خلیفہ ایک پتھر اپنے کاندھے پر اٹھا کر قبر کے پاس لایا پھر ہر شخص ایک ایک پتھر اٹھا لانے کے لئے دوڑا اس افراتفری میں بہت سے لوگ زخمی ہوئے مگر لوگوں نے اس تقریب میں تکلیف اٹھانے کو اپنی سعادت خیال کیا اس طرح مہدی کا ایک نہایت شاندار اور پرشکوہ مقبرہ خرطوم میں تعمیر کیا گیا۔



مقبرہ مہدی اور لاش کی بے حرمتی: مہدی کی وفات کے پندرہ سولہ برس کے بعد انگریزوں نے سوڈان کو دوبارہ فتح کر لیا اور مہدی کے طرفداروں اور مریدوں کو چن چن کر قتل کیا۔ تین دن تک شہر میں انگریزی فوج قتل اور لوٹ مار کرتی رہی اس وحشیانہ انتقام میں مہدی کا مقبرہ جو ایک نہایت قیمتی اور خوبصورت عمارت تھی اور تمام براعظم افریقہ میں اعلیٰ درجوں کی عمارتوں میں شمار ہوتی تھی توپوں سے اڑا دیا گیا اس کے گنبد پر گولہ باری کی گئی چار دیواری کو آگ لگا دی گئی اور مہدی کی قبر کھود کر مہدی کی لاش سے جنرل گارڈن کے خون کا انتقام لیا گیا اس طرح کہ لاش کا سر کاٹ کر گارڈن کے بھتیجے کو دیا گیا جو اس وقت انگریزی فوج میں افسر تھا اور باقی نعش کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے دریائے نیل میں پھینک دیا گیا۔ اس طرح برطانیہ کے سب سے ممتاز آدمی نے اپنی شجاعت اور جوان مردی کا یہ ثبوت پیش کیا کہ جس بہادر شخص کی زندگی میں اس پر بس نہ چلا تھا اس کی وفات کے بعد اس کی لاش سے انتقام لے کر اپنا کلیجہ ٹھنڈا کیا۔

مہدی کی تعلیمات: محمد احمد سلطنت حاصل کرنے کے بعد بھی شعائر الٰہی کا ویسا ہی پاس ولحاظ کرتا تھا جیسا کہ وہ اپنے آغاز گوشہ نشینی میں کرتا تھا۔ احکام خداوندی کی پابندی میں بڑا سخت گیر تھا۔ شراب خور کو درے لگوانا۔ چوروں کے ہاتھ کٹواتا اور زانی پر بھی حد شرعی جاری کرنا۔ رمضان المبارک کا اتنا احترام کرتا کہ بغیر شرعی عذر روزہ نہ رکھنے کی سزا اس نے موت مقرر کی تھی ان تعزیرات کی برکت سے چند ہی روز کے اندر ہر قسم کے جرائم اور فسق کا خاتمہ ہو گیا۔ مسجدیں نمازیوں سے بھر گئیں ہر طرف قرآن وسنت کے احکامات کا چرچا تھا۔

اس نے چاروں فقہی مذاہب حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی کو جمع کر دیا تھا۔ فروعی

اختلافات کی صورت میں تطبیق کی کوشش کی جاتی تھی اور قدر مشترک کو لے لیا جاتا تھا۔

یہاں شادی کی تقریب میں ہر قسم کے اجتماع کی ممانعت کی اور حکم دیا کہ شادی کے موقع پر لوگوں کو کھانے کی دعوت نہ دی جائے۔ مہر کی مقدار بھی مقرر کر دی۔ ولیمہ کا کھانے میں صرف کھجور اور دودھ مقرر کیا رقص ولعب کی بڑی سختی سے بندش کی مخالفت کرنے والے کو کوڑے لگائے جاتے تھے۔

حج کعبہ کی ممانعت کر دی یہ ممانعت شاید اس اندیشے پر مبنی ہو کہ مبادا سوڈان کے باہر کے لوگوں سے اس کے معتقدین کا ملنا جلنا اس کی تعلیمات اور اس کے ملک پر اثر انداز ہو۔ جو کوئی اس کے مہدی موعود ہونے سے انکار کرتا یا شک وشبہ کا اظہار کرتا اس کا داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹ دیا جاتا۔ فرد جرم عاید کرنے کے لیے دو گواہوں کی شہادت کافی تھی اور بعض دفعہ مہدی کا یہ کہہ دینا ہی کفایت کرتا تھا کہ مجھے یہ بات بذریعہ وحی معلوم ہوئی ہے۔

اس نے ان تمام کتابوں کو نذر آتش کر دیا جو اس کی تعلیمات کے خلاف تھیں اس سے معلوم ہوگا کہ جہاں اس کی ذات اور تعلیمات میں بہت سی خوبیاں تھیں وہاں بہت سے منکرات اور بدعات بھی تھیں خصوصاً حج بیت اللہ سے روکنا بہت بڑی گمراہی تھی اور اگر یہ ممانعت فرضیت حج کے انکار پر مبنی تھی تو محمد احمد اپنے تمام حمایتوں کے ساتھ دائرہ اسلام سے خارج تھا ورنہ فسق اور گناہ کبیرہ ہونے میں تو کوئی شک ہی نہیں۔

## سید محمد جونپوری

سید محمد ۸۴۷ء میں جون پور میں پیدا ہوا۔ سات سال کی عمر میں قرآن حفظ کر لیا اور



بارہ سال کی عمر میں تمام علوم درسیہ سے فارغ ہو کر "اسد العلماء" کا خطاب حاصل کیا۔ شیخ دانیال کے ہاتھ پر خاندان چشتیہ میں بیعت کی۔ مجاہدات ریاضت، چلہ کشی، ذکر اذکار کے سوا کوئی کام میں دلچسپی نہیں تھی تھوڑے ہی عرصے میں عقیدت مندوں کی بھیڑ لگ گئی اور سید کے ترک دنیا اور انقطاع عن الخلق کا غلغلہ بلند ہونے لگا یہاں تک کہ سید کی ذات مرجع خواص وعوام بن گئی۔

سید نے اپنے مریدوں سے کہنا شروع کیا کہ مجھے الہام ہو رہا ہے کہ جس مہدی کی حدیث شریف میں بشارت دی گئی ہے وہ میں ہوں۔ مہدویہ لکھتے ہیں کہ سید نے عالم رؤیا میں یا نیم بیداری کی حالت میں ایک شخص کو دیکھا ہے چہرے پر آثار تقدس اور بزرگی ظاہر تھے وہ سید کو مخاطب کر کے کہہ رہا ہے کہ "تو ہی مہدی موعود ہے" جونپور کا علاقہ ریاست وانا پور کی عملداری میں داخل تھا جہاں کا مسلمان حاکم سید امیر حسین ریاست کے راجہ دیپ رائے کو خراج ادا کرتا تھا۔ امیر حسین نے سید محمد کا شہرہ سنا تو ایک دن شکار کے بہانے آیا اور سید کے چہرے پر نگاہ ڈالتے ہی اس کا مرید ہو گیا اور سید محمد کو عاجزانہ درخواست کر کے اپنے ساتھ وانا پور لے گیا۔ سید کو وانا پور میں تبلیغ اسلام کا بہت اچھا موقع مل گیا۔ اور سینکڑوں ہندو اس کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے۔

سید امیر حسین نے سید محمد سے کہا کہ وہ راجہ دیپ راؤ کو خراج ادا کرتا ہے کیا اچھا ہو اگر میں اس غلامی سے آزاد ہو جاؤں جنگ کرنے کی مجھ میں قوت نہیں ہے کیونکہ راجہ بے انتہا فوج اور سامان حرب رکھتا ہے۔ سید محمد نے اس سے کہا راجہ کے خلاف جہاد کرو سامان حرب ہمارا اللہ پر بھروسہ ہوتا ہے تم تیاری کرو میں اور میرے سارے درویش تمہارے ساتھ اس جنگ میں شریک ہونگے انشاء اللہ فتح نصیب ہوگی۔ چنانچہ تھوڑی بہت تیار کے بعد سید

محمد جونپوری اور اس کے درویشوں کے ساتھ امیر حسین اور راجہ دیپ کے درمیان گھمسان کا رن پڑا۔ سید محمد اور اس کے درویشوں نے کمال جانبازی سے راجہ کی فوج کی صفیں الٹ دیں۔ سید محمد جونپوری صفوں کو چیرتا پھاڑتا راجہ دیپ رائے تک پہنچ گیا اور تلوار کے ایک ہی وار سے راجہ کی زندگی کا چراغ گل کر دیا۔

ایک عجیب واقعہ:۔ سید محمد جونپوری کی تلوار راجہ کے بدن پر کچھ اس طرح لگی کہ اس کا دل سینے سے باہر نکل پڑا۔ سید محمد نے اس کو دیکھا تو اس پر اس بت کی تصویر نقش تھی جس کی وہ عبادت کیا کرتا تھا۔ یہی واقعہ سید کے جذب اور استغراق کا ذریعہ بن گیا کہ جب معبود باطل اسقدر اثر رکھتا ہے تو معبود حقیقی کی تاثیر کیا کچھ اثر رکھتی ہوگی۔ کہتے ہیں کہ سات برس تک سید کو دنیا و مافیہا کی خبر نہیں ہوئی ہر وقت جذب و استغراق کی حالت طاری رہتی تھی کافی عرصے کے بعد افاقہ ہوا۔

سید محمد کے اسفار: سید دانا پور سے چندیری گیا وہاں اس کی بڑی آؤ بھگت ہوئی ہزاروں لوگ اس کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے مگر جب وہاں کے علماء حق کو سید کے دعوے مہدویت کی خبر ہوئی تو بحث و مناظرہ کا بازار گرم ہوا اور سید کو وہاں سے نکل دیا گیا۔

سید یہاں سے نکل کر شرمندو (ریاست مالوہ) میں آ کر مقیم ہو کر اپنے عقائد کی تبلیغ میں مشغول ہوا۔ سلطان غیاث الدین کا فرزند سلطان ناصر الدین اس کے حلقہ ارادت میں شامل ہوا اور بادشاہ کا مصاحب اللہ داد سید پر ایسا فریفتہ ہوا کہ سفر و حضر میں تا دم مرگ سید کے ساتھ رہا اور اس کا چھٹا خلیفہ بنا۔

مندو سے روانہ ہو کر سید گجرات آیا اور ایک جامع مسجد میں قیام کیا۔ یہاں بھی سید کی بزرگی ترک دنیا اور تجرد کا وہ غلغلہ ہوا کہ سلطان محمود بیکرہ جیسا خدا پرست بادشاہ بھی سید



کی خدمت میں آ کر دست بستہ کھڑا ہو گیا۔ سلطان بیکرہ سید کے حلقہ ارادت میں شامل ہونا چاہتا تھا مگر وہاں کے چند علمائے حق جو سید سے مل چکے تھے۔ انھوں نے سلطان کو بتایا کہ یہ شخص مہدی موعود ہونے کا مدعی ہے اور اپنے دعوے میں جھوٹا ہے اس لیے سلطان اپنے ارادے سے باز آیا۔

اب سید احمد نگرا شہر میں وارد ہوا۔ یہاں اس کی تحریک سے لوگ پہلے ہی سے آشنا تھے اور اس کا انتظار کر رہے تھے اس لیے یہاں اس کا استقبال بہت گرم جوشی سے ہوا۔ یہاں تک کہ خود سلطان نظام احمد شاہ سید کا مرید ہو گیا بادشاہ کے مرید ہونے سے سید کا آستانہ مرجع خاص وعام بن گیا۔

بادشاہ اولاد سے محروم تھا فرزندگی کی آرزو میں سید کے پاس آ کر دعا کا طالب ہوا اور سید کی دعا سے وارث تخت وتاج پیدا ہوا جو بعد میں برہان نظام الملک کے نام سے احمد کے تخت سلطنت پر بیٹھا۔ یہ بادشاہ فرقہ مہدویہ سے کمال حسن اعتقاد رکھتا تھا یہاں تک کہ اس نے اپنی قمر طلعت لڑکی سید محمد کے پوتے میراں جی کے عقد میں دے کر اس کو اپنی دامادی کا اعزاز بخشا۔

سید محمد ایک جگہ رہنا پسند نہیں کرتا تھا اس کا نصب العین ملک کے اطراف و اکناف میں پھر کر اپنی خانہ ساز مہدیت کی تبلیغ کرنا تھا لہٰذا اب وہ احمد نگر سے کوچ کر کے احمد آباد آ گیا۔

کچھ دن احمد آباد میں رہنے کے بعد حیدر آباد دکن میں گلبرگہ کے لیے رخصت سفر باندھا اور وہاں جا کر سید خواجہ گبودراز کے مزار مبارک پر قیام کیا۔ وہاں کے علماء کو جب خبر ہوئی تو بادشاہ سے شکایت کی کہ اس شخص کے جھوٹے دعووں نے مذہب اسلام میں بڑا فساد مچایا ہے وہ گلبرگہ سے بھی نکالا گیا۔

سید محمد گلبرگہ سے عازم حج ہوا وہاں پہنچ کر اس کو یہ حدیث یاد آئی لوگ مہدی کے ہاتھ پر رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان بیعت کریں گے چنانچہ اس نے بھی اسی مقام پر کھڑے ہو کر دعویٰ کیا "ومن تبعنی فھوَ مومن" یعنی جس کسی نے میری پیروی کی وہ مومن ہے چنانچہ بہت سے لوگ اس کو سچا سمجھ کر بیعت ہو گئے۔

جب سید کے دعوے مہدویت اور اغواء حق کا چرچا زبان زد خاص و عام ہوا تو گجرات کے علماء و مشائخ نے گجرات کے بادشاہ سلطان محمود سے شکایت کی ایک شیخ نووارد لوگوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈال رہا ہے۔ اور اس کے وجود سے بے شمار مفاسد اور دین کے عقیدوں میں خرابی پیدا ہو رہی ہے تو سلطان نے اس کو گجرات سے اخراج کا حکم دیا اس طرح اس شہر میں ایک بڑھتے ہوئے طوفان کا زور کم ہو گیا۔

اب سید گجرات کے ایک دوسرے شہر نہر والہ میں اپنے رفقاء کے ساتھ مقیم ہو گیا لیکن عرصے کے بعد یہاں سے بھی نکالا گیا۔ جب کسی حاکم شہر کی طرف سے سید کے اخراج کا حکم ہوتا تو کہنے لگتا کہ مجھے خدا کا حکم یہاں سے رخصت ہونے کے لیے پہلے ہی آ چکا ہے ۔ یہاں سے خارج ہو کر سید ناگور سے سندھ کے شہر نصر پور پہنچا یہاں پہنچ کر سید کے کثیر التعداد مریدین جو اس دین جدید کی سختیاں جھیلتے جھیلتے سخت بیزار اور بد اعتقاد ہو گئے تھے اس کی رفاقت ترک کر کے گجرات واپس چلے گئے۔ بی بی شکر خاتون سید کی ایک اہلیہ بھی ان جانے والوں میں شامل تھی۔

سید نصر پور سے سندھ کے شہر ٹھٹھہ آیا تو یہاں کے علماء جو پہلے ہی اس کے باطل مذہب سے واقف تھے انھوں نے اس کو ایک پیغام بھیجا کہ اہل سندھ کو بے دین بنانے سے باز آ جاؤ ورنہ یاد رکھو ایک دانہ بھی اناج کا تمھیں نہیں مل سکے گا۔ سید نے اس پیغام پر توجہ دیے



بغیر اپنی مہدویت کا پرچار شروع کر دیا نتیجے میں اس کی رسد بند کر دی گئی اور چوراسی آدمیوں نے جو سید کے مرید تھے بھوک اور فاقہ کشی کے سبب ایڑھیاں رگڑ رگڑ کر جان دیدی۔

انجام کار جب سید نے دیکھا کہ اس پر عرصہ حیات تنگ ہو گیا اور جہاں جاتا ہے نکالا جاتا ہے اور ہندوستان کی کوئی ریاست اسے پناہ دینے پر آمادہ نہیں تو اس نے نو سو آدمیوں کے ساتھ خراسان کا رخ کیا اور سیدھا قندھار پہنچا۔ جب حاکم قندھار کو سید کے عقائد کا علم ہوا تو اس نے حکم دیا کہ جمعہ کے دن سید کو جامع مسجد میں طلب کر کے علمائے اسلام سے بحث کرائی جائے چنانچہ مناظرہ ہوا علمائے اسلام نے نہایت ترش روئی اور سختی سے گفتگو شروع کی لیکن سید کی طرف سے نہایت متانت اور عجز و انکسار سے جواب دیا گیا۔ حاکم قندھار جو اس وقت موجود تھا سید کے بیان پر فریفتہ ہو گیا اور اس کے حسن اخلاق فروتنی اور سحر بیانی سے گرویدہ ہو کر نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا۔

**فراہ میں ورود اور سفر آخرت:** علمائے قندھار کے چنگل سے مخلصی پا کر سید محمد نے شہر فراہ کی راہ لی اس وقت سید کے سر پر مزید حزن والم کے بادل منڈلا رہے تھے اور سید کی بے کسی قابل رحم تھی۔

شہر فراہ میں بھی اس پر حکومت کی طرف سے بہت سختی کی گئی اور مقامی علماء اس سے مسلسل مناظرہ اور بحث میں مشغول رہے سید کو اپنے دعوائے مہدیت کے بعد کہیں آرام سے بیٹھنے کو موقع نہیں ملا وہ جہاں جاتا وہاں کی حکومت اور علماء اس کے عقائد اور دعوے پر تنقید کرتے اور نتیجہ میں وہ شہر سے نکال دیا جاتا۔ وہ جسمانی اور روحانی صدمے اٹھاتے اٹھاتے سخت بدحال ہو گیا تھا چنانچہ فراہ آنے کے بعد وہ صرف چھ مہینہ زندہ رہا اور بروز جمعرات ۹۱۰ھ میں جب کہ اس کی عمر ۶۳ سال تھی موت سے ہم آغوش ہو گیا۔

**بادشاہ کی بیٹی نے طلاق لے لی:** جیسے پہلے لکھا گیا کہ بادشاہ برہان نظام شاہ نے اپنی لڑکی سید محمد جونپوری کے پوتے میراں جی کے عقد میں دے دی تھی مگر بعد میں جب شاہ ظاہر نے احمد نگر آکر بادشاہ کے سامنے حضرت مہدی آخر الزمان علیہ السلام کے متعلق احادیث نبوی پیش کر کے مہدویت کا سارا طلسم توڑ دیا اور اس مذہب کا باطل ہونا اپنے مدلل پیرایہ میں ثابت کیا تو بادشاہ کا مزاج اس فرقے کی طرف سے سخت برہم ہوا اور بادشاہ کو اس خیال سے کہ اس نے ایک مہدوی کو اپنی لڑکی دیدی سخت پشیمانی اور افسوس ہوا اور اپنی حکومت کے علماء کو سخت سرزنش کی کہ جس خوبی سے شاہ ظاہر نے اس مذہب کا بطلان ثابت کیا تم لوگوں نے کیوں نہیں کیا بالآخر بادشاہ نے سید کے پوتے سے اپنی بیٹی کی طلاق حاصل کی اور حکم دیا کہ تمام مہدوی میرے ملک سے نکل جائیں۔

**شیخ علی متقی مکہ سے گجرات آئے:** گجرات میں جب سید محمد کے مذہب کو عروج پر رہا تھا۔ شیخ علی متقی صاحب ”کنز العمال“ جو شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے استاد کے استاد تھے مکہ شریف کے چاروں ائمہ کے مفتیوں کے چار فتوے جن میں ایک فتویٰ علامہ ابن حجر کا بھی تھا بادشاہ کو بھجوائے ان میں لکھا تھا کہ اگر مہدویہ اپنے عقائد باطلہ سے توبہ نہ کریں تو شاہ اسلام پر بہ جرم ارتداد ان کا قتل واجب ہے۔

شیخ علی متقی اور دوسرے بزرگوں کی محنت اور کاوشوں سے گجرات سے تو مہدویوں کا زور بہت کم ہو گیا مگر یہ فرقہ حیدر آباد دکن۔ ریاست ٹونک اور جے پور وغیرہ مقامات میں ہزاروں کی تعداد میں اب بھی پایا جاتا ہے۔



# تیسرا باب

- ☆......ظہور مہدی کی تیس نشانیاں
- ☆......ظہور مہدی کا انکار کرنے والے
- ☆......ظہور مہدی کے منکرین کافر نہیں
- ☆......ظہور مہدی کے متعلق اہل سنت والجماعت کا عقیدہ

# ظہور مہدی کی تیس نشانیاں

ویسے تو حضرت امام مہدی کے ظہور کی بہت سی علامات ہیں جن کے ظہور پر یہ یقین ہو جائے گا کہ یہی مہدی موعود ہیں۔ جیسے سفیانی کا خروج اور اس کے لشکر کا زمین میں دھنس جانا وغیرہ یہاں ان میں سے چند ایک ہی کو بیان کرتے ہیں گو بعض کی سند ضعیف ہے پھر بھی اکثر کے شواہد معتبر احادیث سے مل جاتے ہیں۔

**علامت نمبر ۱:** امام مہدی کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص مبارک اور جھنڈا ہوگا جس سے ان کی شناخت ہو سکے گی۔

**علامت نمبر ۲:** امام مہدی کی تصدیق کے لیے ان کے سر پر ایک بادل سایہ فگن ہوگا جس سے ایک منادی کی یہ آواز آ رہی ہوگی ''ھٰذا المہدی خلیفۃ اللہ فاتبعوہ'' اس بادل سے ایک ہاتھ نکلے گا جو اس کی طرف اشارہ کرے گا کہ یہی مہدی موعود ہیں ان کی بیعت کرو۔

**علامت نمبر ۳:** حضرت علی سے مروی ہے کہ امام مہدی ایک پرندے کی طرف اشارہ کریں گے وہ آپ کے سامنے آ کر گر پڑے گا اور ایک درخت سے ایک شاخ توڑ کر زمین میں گاڑیں گے تو وہ اس وقت برگ و بار لانیلگے گی۔

**علامت نمبر ۴:** امام مہدی سے لڑنے کے لیے ایک لشکر روانہ ہوگا اور جب وہ مکہ مدینہ کے درمیان پہنچے گا تو اس کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔

۵) اسمان سے ایک منادی امام مہدی کا نام لے کر لوگوں کو ان کے اتباع اور مدد کرنے پر ابھارے گا۔



۶) زمین اپنے جگر کے ٹکڑے یعنی سونے چاندی کے ستون باہر نکال دیگی۔

۷) لوگوں کے دل غنی ہو جائیں گے اور زمین کثرت سے اپنی برکتوں کو ظاہر کریگی۔

۸) امام مہدی خانہ کعبہ میں مدفون خزانہ نکال کر اس کو فی سبیل اللہ تقسیم کریں گے۔

۹) امام مہدی تابوت سکینہ کو انطاکیہ کے کسی غار یا بحر طبریہ سے نکال کر بیت المقدس میں رکھ دیں گے جس کو دیکھ کر سوائے چند ایک کے باقی سارے یہودی مسلمان ہو جائیں گے۔

۱۰) موسیٰ علیہ السلام کی طرح امام مہدی کے لیے بھی دریا پھٹے گا یعنی ''انفلاق بحر'' ہوگا۔

۱۱) مغرب کی طرف سے ایک لشکر مہدی کے خلاف آئے گا جس کا سردار کندہ کا ایک لنگڑا شخص ہوگا۔

۱۲) امام مہدی کا ظہور اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک کہ اعلانیہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر نہ کیا جانے لگے۔

۱۳) امام مہدی کے ظہور سے قبل قتل و غارت گری اس قدر عام ہو جائے گی کہ ہر نو میں سے سات افراد قتل ہو جائیں گے۔

۱۴) افلاس و تنگدستی پھیل جائے گی کہ ایک آدمی انتہا کی خوبصورت لونڈی کو اس کے وزن کے برابر غلہ میں دینے کے لیے تیار ہو جائے گا۔

۱۵) امام مہدی کی تصدیق اور امت مسلمہ کی شرافت اور اس کی عنداللہ مقبولیت کی سب سے اہم دلیل وہ نماز ہوگی۔ حضرت عیسیٰ امام مہدی کی اقتداء میں ادا فرمائیں گے۔

۱۶) اگر دنیا کی مدت ختم ہونے میں صرف ایک دن بچے تب بھی اللہ تعالیٰ ایک آدمی کو بھیج

کر رہے گا جو نام اور اخلاق میں میرے مشابہ ہوگا اور اس کی کنیت عبداللہ ہوگی۔

۱۷) دریائے فرات کا پانی خشک ہو جائے گا اور اس میں سے ایک سونے کا پہاڑ ظاہر ہوگا۔

۱۸) جس سال امام مہدی کا ظہور ہوگا اس سال کے رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن اور پندرہ تاریخ کو سورج گرہن ہوگا۔

۱۹) بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کے مہینہ میں دو مرتبہ چاند گرہن ہوگا۔

۲۰) ایک روشن دم دار تارا ظاہر ہوگا۔

۲۱) مشرق کی طرف سے ایک انتہائی خوفناک آگ کا تین یا سات راتوں تک مسلسل ظاہر رہنا بھی علامات ظہور مہدی میں شمار کیا گیا ہے۔

۲۲) آسمان کا انتہائی سرخ ہو جانا اور اس سرخی کا افق پر پھیل جانا۔

۲۳) آسمان پر انتہائی گھٹا ٹوپ اندھیرا اور تاریکی چھا جائے گی۔

۲۴) آسمان سے ایک آواز ہر زبان والے کو اس کی اپنی زبان میں سنائی دے گی۔

۲۵) شام کی حرستانی بستی کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔

۲۶) نفس ذکیہ (حضرت علی کی اولاد والے نہیں یہ کوئی دوسرے شخص ہیں) کا قتل بھی ایک علامت ہے۔

۲۷) خراسان کی طرف سے سیاہ جھنڈوں کا آنا۔

۲۸) مختلف دھاتوں کی کانیں ظاہر ہونگی لوگ ان میں کام کر رہے ہونگے کہ زمین میں دھنسا دیے جائیں گے۔

۲۹) وقت کا انتہائی تیزی سے گذرتا سال مہینے کے برابر مہینہ ہفتہ کے برابر اور ہفتہ دن



کے برابر دن ایک گھنٹہ اور گھنٹہ آگ کا شعلہ لگنے کے برابر ہوگا۔

(یہ علامات ہم نے کتاب ''اسلام میں امام مہدی کا تصور'' مولف مولانا حافظ محمد ظفر اقبال فاضل جامعہ اشرفیہ سے نقل کی ہیں)

## ظہور مہدی کے منکرین

بعض حضرات اس بنا پر کہ امام بخاری اور مسلم نے امام مہدی کی شان میں وارد شدہ احادیث کو بیان نہیں کیا ظہور مہدی کا انکار کرتے ہیں۔

اس بارے میں ''کتاب البرہان فی علامات المہدی آخر الزمان'' شیخ علی متقی صاحب ''کنز العمال'' کے مرتب شیخ جاسم لکھتے ہیں:

۱) عقائد کی احادیث کا صرف بخاری اور مسلم میں ہی پایا جانا شرط نہیں ہے۔

۲) کسی حدیث کا بخاری اور مسلم میں نہ ہونا امام بخاری اور امام مسلم کے نزدیک اس حدیث کے ضعیف ہونے کی دلیل نہیں دونوں امامین سے یہ قول کہیں منقول نہیں کہ انھوں نے اپنی کتاب میں تمام صحیح احادیث کو بیان کرنے کا التزام کیا ہے جس کی وجہ سے ہم کہہ سکیں کہ جو روایت ان دونوں نے ذکر نہیں کی وہ ان کے نزدیک ضعیف ہے۔

علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ: ''امام بخاری اور امام مسلم نے اس بات کے التزام نہیں کیا کہ وہ ان تمام احادیث کی اپنی اپنی کتاب میں بیان کریں گے جس کی صحت کا فیصلہ ہو گیا ہے بلکہ امام بخاری اور امام مسلم نے ایسی بہت سی احادیث کو بھی صحیح قرار دیا ہے جن کو انھوں نے اپنی کتاب میں ذکر نہیں کیا۔ جیسے امام ترمذی وغیرہ امام بخاری سے کسی حدیث کی

صحت نقل کرتے ہیں لیکن وہ روایت بخاری میں نہیں ہوتی بلکہ حدیث کی دوسری کتابوں میں ہوتی ہے''۔

اس بارے میں یہ بات بھی بڑی اہمیت رکھتی ہے کہ شیخین سے پہلے ظہور مہدی پر سلف صالحینؒ اور متقدمین کا اجماع ہو چکا ہے اب اگر متاخرین میں سے کوئی انکار بھی کردے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ یہ اصول ہے کہ متاخرین کا اختلاف متقدمین کے اتفاق کو ختم نہیں کرسکتا۔

علامہ ابن خلدون جو ظہور مہدی کے منکرین میں سے ہیں اس مسئلہ کا اجتماعی ہونا بہرحال تسلیم کرتے ہیں مقدمہ ابن خلدون میں لکھتے ہیں:

''جان لو کہ اس قدر زمانہ گذرنے کے باوجود تمام اہل اسلام کے درمیان یہ بات مشہور ہے کہ امام مہدی کا ظہور ضروری ہے۔

بعض منکرین ظہور مہدی نے حدیث ''لامھدی الاعیسیٰ ابن مریم'' سے استدلال کیا ہے کہ مہدی تو صرف عیسیٰ علیہ السلام ہونگے یعنی انھوں نے مہدی اور عیسیٰ ایک ہی شخصیت کو قرار دینا چاہا لیکن یہ استدلال درست نہیں اس لیے کہ احادیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جو اوصاف بیان کئے گئے ہیں مثلاً آسمان سے نزول وغیرہ ان میں اور امام مہدی کے اوصاف مثلاً مدینہ منورہ میں ولادت کا ہونا وغیرہ میں بہت تغایر ہے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام دو الگ الگ شخصیتیں ہیں کیونکہ اس حدیث کو اس کے حقیقی معنوں میں لینا بہت مشکل ہے لہٰذا اس کو مجازی معنی پر محمول کیا جائے گا۔

امام قرطبی اس حدیث کی توجیہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''اور یہ بھی احتمال



ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان ''لامھدی الاعیسیٰ ابن مریم'' سے یہ مراد ہو کہ کامل اور معصوم مہدی صرف عیسیٰ علیہ السلام ہی ہونگے۔

اور یہ بات اس لیے درست ہے کہ امام مہدی امتی ہوں گے اور عیسیٰ علیہ السلام نبی اور امتی خطا و نسیان سے معصوم نہیں ہو سکتا۔

علامہ سید برزنجی اس حدیث کی توجیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''امام مہدی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مشورہ کیئے بغیر کوئی کام نہیں کریں گے جبکہ ان کو وزیر مان لیا جائے یا یہ مراد ہے کہ مہدی معصوم صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہونگے۔ شیخ یوسف بن عبداللہ الوابل نے اپنی کتاب ''الشرط الساعۃ'' میں منکرین ظہور مہدی کے جو نام تحریر کیے ہیں وہ یہ ہیں۔

۱) علامہ رشید رضا مصری ۲) محمد فرید وجدی

۳) احمد امین ۴) علامہ ابن خلدون

۵) عبدالرحمان محمد عثمان ۶) محمد عبداللہ عنان

۷) محمد فہیم ابوعبید ۸) عبدالکریم خطیب

۹) شیخ عبداللہ بن زید آل محمود ۱۰) سعد محمد حسن

۱۱) شیخ ابراہیم بن سلیمان ۱۲) مولانا مودودی صاحب

یہ تمام حضرات صاحب تصنیف ہیں ان کے علاوہ بھی اور لوگ ہیں جو ظہور مہدی کا انکار کریت ہیں ان میں یہ لوگ بھی ہیں۔

۱) علامہ اقبال ۲) مولانا عبیداللہ سندھی

۳) مولانا ابوالکلام آزاد ۴) شیخ محمود مفتی مصر

۵) علامہ تمنا عمادی

وہ لوگ ہیں جن کے خیالات وافکار ان کی کتابوں سے معلوم ہوئے ورنہ خدا جانے کتنے لوگ ایسے ہونگے جو ظہور مہدی کے بارے میں شک وشبہ میں مبتلا ہیں چنانچہ کبھی محدثانہ انداز سے جرح وتنقید کے ذریعے ظہور مہدی کا انکار کیا جاتا ہے اور کبھی اس سلسلے کی احادیث کو ایرانی اور عجمی تخیلات کا نتیجہ قرار دیا جاتا ہے۔ کبھی یہ دعویٰ تراشا جاتا ہے کہ ظہور مہدی کے متعلق احادیث کو عربی تخیلات اور قرآن کی صحیح اسپرٹ سے کوئی سروکار نہیں اور کبھی یہ کہہ کر انکار کر دیا جاتا ہے کہ قرآن کریم میں امام مہدی اور ان کے ظہور کا کوئی تذکرہ نہیں۔

## سلیم شاہ سوری بادشاہ دہلی کے زمانے کا ایک واقعہ

شیخ علائی نے اس بادشاہ کے دور میں مہدی مذہب جو سید محمد جون پوری سے منسوب تھا قبول کر لیا تھا کیونکہ بہت سے عقیدے ان کے اہل سنت والجماعت کے خلاف تھے اس لیے عوام کو فساد سنیدہ سے بچانے کے لیے علماء حضرات نے شیخ علائی کے قتل کے فتوے صادر کر دیے مگر بادشاہ ہر مرتبہ اس کی تقریر سن کر اور حالت زہد دیکھ کر قتل سے گریز کرتا تھا جب علماء نے زیادہ زور دیا تو بادشاہ نے کہا کہ شیخ علائی کو علامہ بڈھ کے پاس صوبہ بہار لے جائیں تا کہ انکے مشورے پر عمل کیا جائے اس زمانے میں علامہ شیخ بڈھ کے علم وفضل کا شہرہ دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ شیخ بڈھ صاحب تصنیف تھے قاضی شہاب الدین جونپوری کی ”کتاب الارشاد“ پر ایک اچھی شرح لکھی تھی شیر شاہ سوری ان کا ایسا معتقد تھا کہ ان کے پاؤں کی جوتیاں اپنے ہاتھ سے سیدھی کرتا تھا۔



شیخ علائی جب بہار پہنچا تو اتفاق سے شیخ بڈھ کے یہاں کوئی خوشی کی تقریب تھی گھر سے گانے کی آواز آ رہی تھی اور ایسے رسوم ادا ہو رہے تھے جو شرعاً ممنوع ہیں اور مسلمانوں نے ہندوؤں کے اثر صحبت سے سیکھے ہیں شیخ علائی نے جوش غضب میں آ کر شیخ بڈھ کو ملامت کرنا شروع کر دی شیخ اس وقت اتنے بوڑھے اور کہن سال تھے کہ بولنا تک مشکل تھا۔ علامہ کے بیٹیوں نے جواب دیا کہ ملک میں ایسے عادت ورسوم رائج ہیں کہ ان سے اگر روکا جائے تو ناقص العقل عورتیں خیال کرتی ہیں کہ جان مال یا بدن میں ضرور کوئی آفت آئے گی اور اگر کوئی خرابی سو اتفاق سے ایسی ہو جائے تو کہنے لگتی ہیں کہ یہ سارا وبال فلاں رسم کے ادا نہ کرنے سے ہوا ہے اور ظاہر ہے کہ وہ ایسے عقیدے سے کافر ہو جاتی ہیں اس لیے کافر ہونے سے ان کا فاسق ہونا غنیمت ہے۔

شیخ علائی نے جواب دیا کہ عذر گناہ بدتر از گناہ اس کو کہتے ہیں جب شروع ہی سے یہ اعتقاد ہے کہ گناہ نہ کرنے سے وبال آتا ہے اور سنت نبوی کی پیروی موجب ہلاکت ہے تو ایسا اعتقاد رکھنے والی عورتیں شروع ہی سے کافر ہیں تو پھر ان کے اسلام کا لحاظ کیا ضرور ہے بلکہ ان کی صحت نکاح میں بھی کلام ہے چہ جائیکہ ان کے اسلام کا غم کھایا جائے اور جب ایسے عالم اور فاضل دہر کے گھر کا یہ حال ہو تو پھر عوام کا تو خدا ہی حافظ ہے۔ شیخ بڈھ سچے عالم دین اور خدا کا خوف رکھنے والے تھے۔ استغفار کر کے اشک بار ہو گئے اور شیخ علائی کی تحسین کر کے اعزاز واکرام سے پیش آئے۔

شیخ بڈھ نے بادشاہ کے نام مندرجہ ذیل خط لکھا۔

مسئلہ مہدیت ایمان کا موقوف علیہ نہیں ہے اور تعین علامات مہدی علیہ السلام میں

بہت کچھ اختلاف پایا جاتا ہے اس بناپر شیخ علائی پر کفر وفسق کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ بہتر یہ ہے کہ شیخ علائی کے شبہات دور کیے جائیں۔ وہاں علماء کے کتب خانوں میں حدیث کی کتابیں بکثرت ہیں احادیث مہدی علیہ السلام نکال کرانکے ذہن نشین کی جائیں۔ یہاں کتابیں کم یاب ہیں ورنہ میں شیخ علائی پر اس کی غلطی اور کجروی واضح کر دیتا۔

شیخ بڈھ کے لڑکوں نے باپ کو سمجھایا کہ مخدوم الملک صدر الصدور ہیں ان کے خلاف رائے دینا کسی طرح مناسب نہیں ایسی حالت میں اگر انھوں نے بادشاہ سے کہہ کر آپ کو اس مسئلے کی تحقیق کے لیے آگرہ طلب کیا اس پیرانہ سالی میں ناحق سفر کی زحمت اٹھاؤ گے یہ بات شیخ بڈھ کے دل پر اثر کرگئی۔

چنانچہ پہلا خط پھاڑ کر دوسرا مراسلہ مضمون کا لکھ بھیجا کہ مخدوم الملک طبقہ علماء میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں اور انتہادرجہ کے محقق ہیں اس لیے ان کا قول اور فتوی قابل اعتماد ہے۔ ان دنوں بادشاہ سلیم پنجاب آیا ہوا تھا جب شیخ بڈھ کا سربمہر خط اس کو ملا تو شیخ علائی کو اپنے پاس بلا کر آہستہ سے کہا تم چپکے سے میرے کان میں کہہ دو کہ میں اس عقیدے سے تائب ہوتا ہوں میں تمہیں معاف کر دوں گا جب شیخ علائی نے انکار کیا تو مجبور ہو کر بادشاہ نے مخدوم الملک سے کہا کہ اب تم جانو۔ چنانچہ اسے کوڑے لگائے گئے اور تیسری ہی ضرب میں علائی کی روح پرواز کرگئی۔

احادیث مہدی کی صحت کا انکار کرنے والوں میں قاضی سلیمان منصور پوری بھی ہیں جو ماضی قریب کی ایک شخصیت ہیں۔ قاضی صاحب نے اپنی کتاب ''تاریخ المشاہیر ص ۱۸۸'' پر ابن تومرت کے حالات لکھنے کے بعد تحریر فرمایا ہے کہ قارئین ان



حالات کو پڑھیں اور دیکھیں کہ مہدی کے نام سے دنیا میں بالخصوص دنیائے اسلام میں کیا کچھ ہو چکا ہے۔ مجھے اس مقام پر اس قدر لکھ دینا چاہیے کہ ظہور مہدی کے متعلق اگر چہ روایات بکثرت ہیں جن کا شمار درجنوں پر ہے مگر ایسی حدیث ایک بھی نہیں ہے جو محدثین کے مسلمہ اصول تنقید کے مطابق صحیح سند مرفوع کا درجہ رکھتی ہو۔ العلم عنداللہ

## ظہور مہدی کے منکرین کافر نہیں

اس بارے میں پچھلے صفحات میں آپ نے شیخ بڈھن جو صوبہ بہار کے بہت بڑے عالم فاضل تھے کا مرسلہ جو انھوں نے مہدویت کے بارے میں سلیم شاہ سوری کو بھیجا تھا پڑھا ہوگا جس میں انھوں نے لکھا ہے۔

''مسئلہ مہدویت ایمان کا موقوف علیہ نہیں ہے اور تعین علامات مہدی علیہ السلام میں بہت کچھ اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس بناپر شیخ علائی پر کفر وفسق کا حکم نہیں لگایا جاسکتا''

## دارالعلوم کورنگی کراچی کا فتویٰ

کتاب بنام ''اسلام میں مہدی علیہ السلام کا تصور'' میں دارلعلوم کراچی کا منکرین ظہور مہدی کے متعلق ایک فتویٰ صفحہ ۲۶۰ پر نقل کیا گیا ہے سوال تھا۔

ظہور مہدی کے منکر کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے۔ نیز جن علماء نے احادیث میں مذکور علامات قیامت کے طور پر ظہور مہدی کا انکار کیا ہے ان کے انکار کے شرعی حیثیت کیا ہے۔

جواب:۔ جو لوگ امام مہدی کے ظہور کا انکار کرتے ہیں انکا یہ انکار احادیث صحیحہ آثار صحابہ وتابعین اور جمہور علمائے امت کے عقیدہ مسلک کے خلاف ہونے کی وجہ سے غیر مقبول اور

مردود ہے تاہم ظہور مہدی ان عقائد میں سے نہیں ہے جن کے منکر کافر ہیں‘‘

اس فتوے سے معلوم ہوا کہ جولوگ ظہور مہدی کا انکار کرتے ہیں ان پر کفر کا اطلاق نہیں ہوتا۔

## ظہور مہدی کے متعلق اہل سنت والجماعت کا عقیدہ

اس فتوے میں ظہور مہدی کے متعلق اہل سنت والجماعت کا عقیدہ بیان کیا گیا ہے وہ یہ ہے:

امام مہدی کا ظہور احادیث کثیرہ صحیحہ سے ثابت ہے اس سلسلے میں جو احادیث وآثار وارد ہوئے ہیں وہ کئی سو سے زیادہ ہیں چانچہ محدثین کی ایک جماعت نے فرمایا ہے کہ امام مہدی کے ظہور کے بارے میں جتنی احادیث منقول ہوئی ہیں وہ مجموعی لحاظ سے تواتر معنوی کا فائدہ دیتی ہیں ان احادیث میں گو ضعیف بھی ہیں لیکن ان کی ایک بڑی تعداد صحیح اور قابل حجت ہے۔ تیسری صدی سے لے کر چودھویں صدی کے جید علماء کرام اور اکابر محدثین ظہور مہدی کی احادیث کو قابل حجت مانتے ہیں جن کے اسماء گرامی یہ ہیں:

۱) امام ترمذی عقیلی ۲) ابن حبان

۳) بیہقی ۴) فندری

۵) ابن تیمیہ ۶) ابن قیم

۷) قرطبی ۸) ابن کثیر

۹) ابن عربی ۱۰) ابن حجر

۱۱) شوکانی ۱۲) صدیق خن خان



وغیرہم محدثین نے احادیث مہدی کو صحیح اور قابل حجت کہا ہے۔

امام ابوالحسن سجستانی۔ برزنجی۔ سفارینی۔ شوکانی۔ صدیق حسن خان۔ ابوجعفر کتانی اور زاہد کوثری وغیرہم نے احادیث مہدی کو متواتر قرار دیا ہے نیز علامہ ابن حجر عسقلانی اور جلال الدین سیوطی نے امام ابوالحسن سے ان کے متواتر ہونے کو نقل کر کے اس پر سکوت کیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ بات ان کے نزدیک بھی صحیح ہے۔

امام ابونعیم۔ ابن کثیر۔ سیوطی۔ ملاعلی قاری۔ مرعی بن یوسف اور قاضی شوکانی وغیرہم علماء نے اس موضوع پر کتابیں اور رسالے تصنیف فرمائے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ اہل سنت والجماعت کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ مہدی آخر الزمان آخری دور میں تشریف لائیں گے۔ کفار اور منافقین سے قتال کر کے روئے زمین پر خلافت اسلامیہ قائم کرینگے۔ تاہم جیسا کہ آپ نے دارالعلوم کورنگی کراچی کے فتوے میں ابھی پڑھا کہ ظہور مہدی کا عقیدہ ان عقائد میں سے نہیں ہے جس کے انکار سے آدمی کافر ہو جائے۔

نثار احمد خاں فتحی

# شجرہ طریقت سلسلہ عالیہ قادریہ

۱۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۲۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ

۳۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۔ حضرت زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۶۔ حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۷۔ حضرت امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۸۔ حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۹۔ حضرت امام علی موسیٰ رضا رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۔ حضرت خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۔ حضرت خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۔ حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۔ حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۔ حضرت علاؤلدین طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ

۱۶۔ حضرت ابوالحسن الہکاری رحمۃ اللہ علیہ

۱۷۔ حضرت خواجہ ابی سعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۔ حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی زید رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۔ حضرت سید عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۔ حضرت زین الدین رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۔ حضرت یحییٰ زاہد رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۔ حضرت سید عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ

۲۳۔ حضرت عبدقادر راسی رحمۃ اللہ علیہ

۲۴۔ حضرت احمد قدوسی رحمۃ اللہ علیہ

۲۵۔ حضرت مولانا مغربی رحمۃ اللہ علیہ

۲۶۔ حضرت سید عبدالحکم مغربی رحمۃ اللہ علیہ

۲۷۔ حضرت سید الیاس مغربی رحمۃ اللہ علیہ

۲۸۔ حضرت سید قمیص العالم رحمۃ اللہ علیہ

۲۹۔ حضرت سید شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ

۳۰۔ حضرت سید ابومحمد رحمۃ اللہ علیہ

۳۱۔ حضرت سید محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ

۳۲۔ حضرت سید عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ

۳۳۔ حضرت نور محمد جھنجانوی رحمۃ اللہ علیہ

۳۴۔ حضرت امداداللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

۳۵۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

۳۶۔ حضرت مفتی محمد حسن امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

۳۷۔ حضرت قاری فتح محمد پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

۳۸۔ خادم الفقراء نثار احمد خان فتحی عفا اللہ عنہ

الٰہی بحرمتِ جمیع مشائخ توفنی مسلماً والحقنی بالصالحین صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین

# شجرہ طریقت عالیہ چشتیہ صابریہ

۱۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۲۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ

۳۔ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ حضرت فضیل ابن عیاض رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ حضرت خواجہ ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ حضرت خواجہ حذیفہ قریشی رحمۃ اللہ علیہ

۸۔ حضرت ابو ہبیرہ رحمۃ اللہ علیہ

۹۔ حضرت خواجہ ممشاد علوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۔ حضرت ابوالاسحاق شامی رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۔ حضرت احمد ابدال چشتی رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۔ حضرت ابو محمد محترم رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۔ حضرت شاہ ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۔ حضرت خواجہ مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۔ حضرت شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ

۱۶۔ حضرت خواجہ عثمان ہرونی رحمۃ اللہ علیہ

۱۷۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۔ حضرت خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۔ حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۔ حضرت علاؤالدین صابر رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۔ حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۔ حضرت جلال الدین کبیر اولیا رحمۃ اللہ علیہ

۲۳۔ حضرت احمد عبدالحق ردولوی رحمۃ اللہ علیہ

۲۴۔ حضرت شیخ احمد عارف رحمۃ اللہ علیہ

۲۵۔ حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ

۲۶۔ حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

۲۷۔ حضرت جلال الدین تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ

۲۸۔ حضرت نظام الدین بلخی رحمۃ اللہ علیہ

۲۹۔ حضرت ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ

۳۰۔ حضرت محب اللہ رحمۃ اللہ علیہ

۳۱۔ حضرت شاہ محمدی رحمۃ اللہ علیہ

۳۲۔ حضرت عضد الدین رحمۃ اللہ علیہ

۳۳۔ حضرت شاہ عبدالہادی رحمۃ اللہ علیہ

۳۴۔ حضرت شاہ عبدالباری رحمۃ اللہ علیہ

۳۵۔ حضرت عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ

۳۶۔ حضرت نور محمد جھنجانوی رحمۃ اللہ علیہ

۳۷۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

۳۸۔ حضرت اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

۳۹۔ حضرت مفتی محمد حسن امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

۴۰۔ حضرت قاری فتح محمد پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

۴۱۔ حضرت خادم الفقراء نثار احمد خان فتحی عفا اللہ عنہ

# شجرہ طریقت نقشبندیہ معصومیہ

۱۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۲۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۔ حضرت امام قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۶۔ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ

۷۔ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ

۸۔ حضرت ابوعلی فارمدی رحمتہ اللہ علیہ

۹۔ حضرت یوسف ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ

۱۰۔ حضرت عبدالخالق غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ

۱۱۔ حضرت عارف ریوگری رحمتہ اللہ علیہ

۱۲۔ حضرت محمود فغنوی رحمتہ اللہ علیہ

۱۳۔ حضرت بوعلی رامیتنی رحمتہ اللہ علیہ

۱۴۔ حضرت بابا سماسی رحمتہ اللہ علیہ

۱۵۔ حضرت سید امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ

۱۶۔ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ

۱۷۔ حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمتہ اللہ علیہ

۱۸۔ حضرت یعقوب چرخی رحمتہ اللہ علیہ

۱۹۔ حضرت عبیداللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ

۲۰۔ حضرت زاہد رحمتہ اللہ علیہ

۲۱۔ حضرت درویش محمد رحمتہ اللہ علیہ

۲۲۔ حضرت محمد امکنکی رحمتہ اللہ علیہ

۲۳۔ حضرت باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ

۲۴۔ حضرت احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ

۲۵۔ حضرت محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ

۲۶۔ حضرت محمد سیف الدین رحمتہ اللہ علیہ

۲۷ حضرت محمد محسن رحمتہ اللہ علیہ

۲۸ حضرت نور محمد بدایونی رحمتہ اللہ علیہ

۲۹۔ حضرت مظہر جانِ جاناں رحمتہ اللہ علیہ

۳۰۔ حضرت عبداللہ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ

۳۱۔ حضرت ابوسعید رحمتہ اللہ علیہ

۳۲۔ حضرت دوست محمد قندھاری رحمتہ اللہ علیہ

۳۳۔ حضرت محمد عثمان دامانی رحمتہ اللہ علیہ

۳۴۔ حضرت سراج الدین رحمتہ اللہ علیہ

۳۵۔ حضرت محمد فضل علی قریشی رحمتہ اللہ علیہ

۳۶۔ حضرت عبدالمالک صدیقی رحمتہ اللہ علیہ

۳۷۔ حضرت حکیم احمد بخش رحمتہ اللہ علیہ

۳۸۔ خادم الفقراء نثار احمد فتحی عفا اللہ عنہ

# شجرہ طریقت نقشبندیہ مجددیہ بنوریہ

۱۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۲۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۔ حضرت امام قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۶۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

۸۔ حضرت ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ

۹۔ حضرت یوسف حمدانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۔ حضرت عبدالخالق عجدوانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۔ حضرت عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۔ حضرت محمود فغنوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۔ حضرت بوعلی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۔ حضرت بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۔ حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ

۱۶۔ حضرت خواجہ بہاؤدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

۱۷۔ حضرت یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۔ حضرت عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۔ حضرت زاہد رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۔ حضرت درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۔ حضرت محمد املنکی رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۔ حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

۲۳۔ حضرت احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

۲۴۔ حضرت سید آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ

۲۵۔ حضرت سعدی بلغاری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

۲۶۔ حضرت محمد یحییٰ اٹکی رحمۃ اللہ علیہ

۲۷۔ حضرت عبدالشکور رحمۃ اللہ علیہ

۲۸۔ حضرت حافظ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ

۲۹۔ حضرت بابا محمد صفا رحمۃ اللہ علیہ

۳۰۔ حضرت بابا فقیر محمد ہشنگری رحمۃ اللہ علیہ

۳۱۔ حضرت شمس الدین سید پوری رحمۃ اللہ علیہ

۳۲۔ حضرت پیر عبدالحی دامت برکاتہم

۳۳۔ خادم الفقراء نثار احمد خان فتحی عفا اللہ عنہ

## اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی

نثار فتحی

خاک ساری عیش و عشرت ہوگئی　　حشمت دنیا سے نفرت ہوگئی
زرزمیں زن سب سے وحشت ہوگئی　　دور سب تیری شکایت ہوگئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی

اب کہاں وہ رسم و راہ دوستاں　　دھودیئے سب عہد ماضی کے نشاں
اب تو میں ہوں اور مری تنہائیاں　　گوشہ گیری میری عادت ہوگئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی

اب کسی شے میں نہیں لگتا ہے دل　　جی یہ کہتا ہے کسی سے بھی نہ مل
بس رہے تیرا تصور مستقل　　نقش دل پہ تیری صورت ہوگئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی

کیسا تو نے مجھ پہ جادو کردیا　　سارے عالم کو دیا میں نے بھلا
یاد کچھ آتا نہیں تیرا سوا　　ماسوا سے ایسی غفلت ہوگئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی

ذکر تیرا تیری یادیں ہیں مدام　　تیرے قصے تیری باتیں تیرا نام
ہے یہی میرا وظیفہ صبح و شام　　کار دنیا سے بھی فرصت ہوگئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی

دین و دنیا جان و دل ہوش و حواس　　مال و جاہ و زرزمیں شاہی لباس
تجھ پہ صدقے کردیا جو کچھ تھا پاس　　دیکھ اب کیا میری حالت ہوگئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی

سیر تفریح میلے ٹھیلے راگ رنگ　　رت جگے اور شادیاں وہ رنگ برنگ
وہ جمال گل رُخان شوخ و شنگ　　بھر گیا جی سب سے وحشت ہوگئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی

آفتاب زندگی گہنا گیا　　پھول سا چہرہ مرا مرجھا گیا
اب تو آجا دم لبوں پر آگیا　　تجھ سے دوری اک قیامت ہوگئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی

عمر گزری کرتے کرتے انتظار　　جانب در دیکھتا ہوں بار بار
اب تو آجا میری جاں تجھ پہ نثار　　تجھ کو دیکھے ایک مدت ہوگئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی

## حسرت نایافت

کریم مجھ پر کرم کر بڑے عذاب میں ہوں
میں تیرے سامنے بیٹھا ہوں اور حجاب میں ہوں

مجموعہ کلام نثار احمد خان فتحی

تاثرات:

حضرت مولانا حکیم اختر صاحب مدظلہ العالی

ڈاکٹر پروفیسر ابوالخیر کشفی صاحب

## "بنام قادیانی عوام"

بھولے بھالے بے خبر قادیانی عوام
کے نام اللہ کے سچے رسول کے سچے
دین میں واپسی کی دعاؤں کے ساتھ

تالیف:

نثار احمد خان فتحی

پیش لفظ:

حضرت مولانا مفتی محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

## "پاکستان میں مغربی افکار وثقافت کا نفوذ اور اس کے اسباب"

تالیف:

نثار احمد خان فتحی

تاثرات

جناب پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب حیدرآباد سندھ

"کذاب یمامہ سے کذاب قادیان تک"

## بائیس جھوٹے نبی

تالیف:

نثار احمد خان فتحی

پیش لفظ:

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ